عنبر۔ناگ۔ماریا
سرخ بالوں والا قاتل
قسط (۲۳)
PDFBOOKSFREE.PK
اے۔حمید

سنو پیارے بچو!

چین کی طرف ماریا' عنبر' ناگ اور چینی لڑکی سفر کر رہی ہے' ان کے پیچھے پیچھے کانا چور بھی آ رہا ہے جو چین کے شاہی جواہرات چرانا چاہتا ہے۔

بارش کے طوفان میں یہ لوگ ایک جگہ پناہ لیتے ہیں۔ سامنے دیوار چین ہے جس پر سخت پہرہ لگا ہے۔ یہ لوگ بڑی مشکل سے چین پہنچتے ہیں۔ وہاں بادشاہ فومانچو کی حکومت ہے۔ چور شاہی محل میں چوری کرتا ہے۔ عنبر اسے پکڑ کر بادشاہ کے حوالے کرتا ہے۔ یہاں ایک چالاک جادوگرنی سے مقابلہ ہوتا ہے۔ شاہی وزیر عنبر کے قتل کی سازش کرتا ہے۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں کہ وہ عنبر کو ہلاک نہیں کر سکتا۔

کالے پتھروں کی سرائے

بجلی چمکی' بادل گرجا اور بارش تیز ہو گئی۔

عنبر' ناگ' ماریا اور تھانک نے ایک گنجان درخت کے نیچے پناہ لے رکھی تھی۔ موسلادھار بارش میں درخت کی گھنی شاخوں میں سے پانی ٹپکنے لگا۔ سفر میں اتنی خوفناک بارش انہوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ چینی لڑکی تھانک تو سہم گئی۔ اسے کبھی اس قسم کے طوفان سے پالا نہیں پڑا تھا۔ ماریا بھی بجلی کی گرج کے ساتھ کانپ اٹھی۔ آخر وہ ایک لڑکی تھی اور لڑکی کا دل بڑا معصوم ہوتا ہے۔ عنبر اور ناگ بڑے سکون سے بیٹھے تھے۔ ان کے گھوڑے بھی بجلی کی چمک اور بادلوں کی

گرج کے ساتھ کان کھڑے کر دیتے تھے۔ ناگ کا خیال تھا کہ انہیں اتنے طوفان میں درخت کے نیچے پناہ نہیں لینی چاہیے۔ کیونکہ عام طور پر بجلی ان پر ضرور گر جائے گی۔ ماریا اور تھانک نے بھی ایسے طوفان میں باہر نکلنے کی مخالفت کی۔ چنانچہ عنبر کو خاموش ہو جانا پڑا۔ اب وہ اسی جگہ کھڑے بارش میں بھیگتے طوفان کے تھمنے کا انتظار کرنے لگے۔ خدا خدا کر کے بارش رکی۔ طوفان کا زور ختم ہوا۔ بادلوں نے گرجنا بند کیا اور وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر درخت میں سے باہر نکلے۔ بارش کے بعد موسم بہت سرد ہو گیا تھا۔ ٹھنڈی تیز ہوا چلنے لگی تھی۔ اگرچہ بارش نہیں ہو رہی تھی، لیکن آسمان پر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے۔ سردی کی وجہ سے انہوں نے تیز تیز چل کر سفر کرنا شروع کر دیا۔ سردی میں گھوڑے بھی خوب گرم ہو کر بھاگ رہے تھے۔ انہیں آسانی یہ تھی کہ راستہ میدانی تھا۔ اگرچہ کہیں کہیں زمین

اونچی نیچی تھی۔ مگر ان کی ڈھلانیں لمبی تھیں۔ بارش کے بعد زمین پر کیچڑ نہیں ہوا تھا۔ کیوں کہ زمین سخت تھی کہیں کہیں مٹی کی جگہ ریت بکھری ہوئی تھی جو بارش کے طوفان کے بعد بیٹھ گئی تھی۔

دن ڈھلنے تک یہ چاروں مسافر سفر کرتے رہے۔ شام کے قریب جا کر گھاس کا اونچا نیچا میدان ختم ہو گیا اور ایک بار پھر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اور اونچے نیچے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ آگے چل کر پہاڑوں کی ایک دیوار تک چلا گیا تھا جو مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔ چینی لڑکی تھانک نے بتایا کہ ان پہاڑوں کے اوپر دیوار چین ہے۔ ناگ نے پوچھا۔

”میں نے دیوار چین کے بارے میں کہیں سے سنا ہے کہ وہ بہت لمبی ہے۔“

تھانک نے کہا:

"ہاں ناگ بھائی! وہ مغرب کی طرف چین کی ایک سرحد تک
چلی گئی ہے۔"

عنبر کہنے لگا:

"اس دیوار کو بنے ایک ہزار برس سے زیادہ نہیں ہوا۔ یہ میرے
سامنے بنی تھی اور اس وقت میں۔۔۔"

عنبر بولتے بولتے ایک دم رک گیا۔ وہ بے خیالی میں اپنا خاص
راز بیان کر گیا تھا۔ ناگ اور ماریا اور تھاننگ اس کی طرف حیران ہو کر
تکنے لگے تھے۔ عنبر نے مسکرا کر فوراً بات بدل دی اور بولا:

"میرا مطلب تھا کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ اس دیوار کو
بنے ایک ہزار برس ہو گئے ہیں اور یہ ہونگ چو بادشاہ کے عہد میں
تعمیر ہوئی تھی۔"

ماریا نے پوچھا:

اتنی لمبی دیوار بنانے کا کیا فائدہ تھا؟"

چینی لڑکی نے کہا:

"چین کی مغربی سرحد بہت لمبی ہے اور وہاں ہر طرف چھوٹی
چھوٹی پہاڑیاں دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس طرف سے اکثر بادشاہ
اپنی فوج لے کر چین پر چڑھائی کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ چین کے
بادشاہ ہونگ چو نے سوچا کیوں نہ ان پہاڑوں کے اوپر ایک اونچی
دیوار بنا دی جائے۔ تاکہ کوئی بھی دشمن حملہ کر کے چین کی سرحد کے
اندر داخل نہ ہو سکے۔ چنانچہ اس نے ان پہاڑوں کے اوپر ایک بہت
لمبی اور اونچی پتھروں کی دیوار کھڑی کر دی۔ اب اس طرف سے دشمن
کبھی چڑھائی نہیں کر سکتا۔"

ماریا نے کہا:

"اس دیوار پر یقیناً فوج کا پہرہ لگا ہوتا ہوگا۔"

تھانک کہنے لگی:

"کیوں نہیں! ہر ایک فرلانگ کے فاصلے پر دیوار کے اوپر فوجی چوکی ہے جہاں فوج کے پہرے دار ہوتے ہیں ویسے بھی دیوار کے اوپر سپاہی مسلسل گشت کرتے رہتے ہیں۔ دیوار اتنی چوڑی ہے کہ چار رتھ ساتھ ساتھ مل دوڑ سکتے ہیں۔"

ناگ، عنبر اور ماریا دیوار چین کے بارے میں معلومات حاصل کر کے بہت حیران ہوئے۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ اس زمانے میں ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اہرامِ عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے تھے اور یہ ثابت کر دکھایا تھا کہ اگر انسان اور انتھک لگن سے کام تو وہ دنیا کا ہر ناممکن کام کر سکتا ہے۔

چھوٹی موٹی پہاڑیوں اور ٹیلوں میں سے گزرتے ہوئے یہ قافلہ ایک دریا کے کنارے پر پہنچ گیا۔ یہ دریا پہاڑی تھا اور اس کا پاٹ

زیادہ چوڑا نہیں تھا۔ یہاں اس دریا پر کوئی پل نہیں تھا۔ تھانک تھانکجو اس علاقے سے واقف تھی کہنے لگی:

"اس دریا پر کہیں بھی کوئی پل نہیں ہے۔ اسے یہیں سے ہمیں عبور کرنا ہوگا۔ ڈاکو جو مجھے اٹھا کر لائے تھے انھوں نے یہ دریا گھوڑے پانی میں ڈال کر عبور کیا تھا۔"

ناگ نے پوچھا:

"تو کیا ہم بھی اسی طرح دریا کو عبور کریں؟ اس کا تیز رفتار پانی گھوڑوں کو اپنے ساتھ بہا کر نہیں لے جائے گا؟"

"نہیں ناگ بھائی! یہ پانی دیکھنے میں تیز رفتار ہے۔ مگر اس کا دباؤ اتنا زیادہ نہیں ہے۔"

تھانک کے اس انکشاف پر عنبر نے کہا کہ تھانک ٹھیک کہتی ہے۔

اس دریا کی تہہ میں بڑے بڑے پتھر ہیں۔ جس نے اس کے بہاؤ

میں کمی پیدا کر دی ہے۔ لہٰذا دریا کو تیر کو ہی عبور کرنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے دریا میں گھوڑے ڈال دیے۔ منگول قزاقوں کے گھوڑے بڑے ماہر تیراک تھے اور سخت جانی کے عادی تھے۔ وہ اس سے پہلے جانے کتنے دریا عبور کر چکے تھے۔ وہ دریا میں اترتے ہی بڑے مزے کے ساتھ پانی کی لہروں کو چیرتے ہوئے دوسرے کنارے کی طرف بڑھنے لگے۔ یہ بھی ان کی خوش قسمتی تھی کہ دریا کا پانی چوڑا نہیں تھا۔ ورنہ پانی کے بہاؤ میں گھوڑوں کو زیادہ وقت کا سامنا کرنا پڑتا۔ کیوں کہ دریا کے نیچے پڑے ہوئے بڑے بڑے پتھروں پر سے گھوڑوں کے کھر پھسل رہے تھے۔

آخر گھوڑوں کے ساتھ وہ لوگ دریا کے کنارے پر آ گئے۔

سردی میں ان کے گیلے کپڑے انہیں اور زیادہ سردی کا احساس دلا رہے تھے۔ ماریا چونکہ کسی کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس لیے

اس نے تو چپکے سے اپنے کپڑے اتار کر نچوڑے اور پھر سے پہن لیے۔ تھانک ایک ٹیلے کے پیچھے جا کر اپنے کپڑے نچوڑ کر دوبارہ پہن کر آ گئی۔ عنبر کو سردی لگتی ہی نہیں تھی۔ ناگ البتہ سردی میں ٹھٹھر رہا تھا۔

کیوں کہ سانپ کو ہمیشہ بڑی سردی لگا کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ گرمیوں میں زمین کے باہر نکل آتا ہے۔ اور سردیوں میں زمین کے اندر جا کر بیٹھ جاتا ہے اور پھر جب تک سردیوں کا موسم رخصت نہیں ہو جاتا۔ وہ باہر نہیں نکلتا۔

عنبر نے کہا:

”میرا خیال ہے ہمیں آگ جلا کر گرم ہو جانا چاہیے۔“

ناگ بولا:

”میرا بھی یہی خیال ہے۔ کیوں کہ سردی مجھے بھی لگ رہی

ہے۔"

مگر سوال یہ تھا کہ وہاں آگ کس چیز کی جلائی جاتی۔ نہ وہاں سوکھی گھاس تھی اور نہ خشک لکڑیاں ہی مل سکتی تھیں۔ عنبر اور ناگ نے ادھر ادھر بہتیرا تلاش کیا مگر انہیں جلانے کے لیے کچھ بھی نہ مل سکا۔

تھانگ بولی:

"اگر ہم یہاں سے دو منزل تک سفر کرتے جائیں تو سامنے والی پہاڑی کی پرلی جانب ایک پرانی سرائے ہے۔ ہم اس سرائے میں جا کر آگ بھی تاپ کیں گے اور رات بھی وہاں بسر کر سکیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"خدا کے لیے وہاں جلدی چلو۔ سردی کے مارے تو میرے دانت بجنے لگی ہیں۔"

عنبر نے پوچھا۔

"کیا تم نے اس سرائے میں قیام کیا تھا؟ تھانگ؟"

"ہاں عنبر بھائی! ڈاکو مجھے لے کر اس سرائے میں ٹھہرے تھے۔ اس سرائے کی مالک ایک تبتی عورت ہے۔ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جادو ٹونا بھی کرتی ہے اور جادو کے زور سے ہوا میں اڑنے لگتی ہے اور نسان کو بلی اور بلی کو انسان بنا دیتی ہے۔"

عنبر ہنس پڑا۔

پھر تو میں اس سرائے میں دو راتیں بسر کروں گا۔ اور اس جادو گرنی کے کرتب دیکھوں گا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ ناگ!"

ناگ نے دانت بجاتے ہوئے کہا:

"خدا کے لیے عنبر! میرا خیال پوچھنے میں وقت ضائع نہ کرو۔ اب سرائے میں چلنے کی فکر کرو۔ ٹھنڈ کے مارے میرا برا حال ہو رہا ہے۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"یار ناگ! میں نے تمہیں بڑے بڑے ڈاکوؤں کے آگے اتنا پریشان ہوتے نہیں دیکھا جتنا تم سردی کے ہاتھوں پریشان ہو رہے ہو۔"

ناگ بولا:

"میں سردی برداشت نہیں کر سکتا عنبر! یہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں۔ آؤ اب سرائے میں چلتے ہیں۔ کیا خیال ہے ماریا! تم پہلے جا کر وہاں معلوم نہیں کر لیتیں۔ کہ وہ جادوگرنی کون ہے اور اصل دھندا کیا کرتی ہے؟"

ماریا بولی۔

"ہاں! میرے خیال میں مجھے پہلے ہی جانا چاہیے۔"

اتنا کہہ کر ماریا نے گھوڑے کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور وہاں

سے تیز تیز آگے نکل گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے ناگ اور عنبر گھوڑا دوڑائے چل پڑے۔ سردی کی شدت بڑھ گئی تھی اور بارش کے بعد تیز ہوا بدن کو کاٹنے لگی تھی۔ ناگ نے منہ کے گرد گرم کھال لپیٹ لی تھی۔ دوسری طرف ماریا گھوڑا دوڑاتے اس پہاڑی کی پرلی جانب پہنچ گئی جہاں کالے رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی ایک پرانی سرائے ایک طرف کو جھکی ہوئی سی کھڑی تھی۔ ماریا نے اتنی خوفناک سرائے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس کی دیوار کے پتھر جگہ جگہ سے اکھڑ گئے تھے۔ ڈیوڑھی کی چھت کا چھجہ ایک طرف کو لڑھکا ہوا تھا اور مشعل جلنے کی طاق میں چڑیوں نے گھونسلا بنا رکھا تھا۔ ماریا نے ایک جگہ پر اپنا گھوڑا چھپا دیا اور خود گھوڑے پر سے اتر کر سرائے سے باہر آ گئی سرائے کے باہر آمنے سامنے تخت بچھے تھے۔ جن پر کچھ چینی، تبتی اور منگولیا کے رہنے والے مسافر بیٹھے کھانا وغیرہ کھا رہے تھے۔ ماریا ڈیوڑھی میں

سے گزر کر سرائے کے صحن میں آ گئی۔

ڈیوڑھی میں ایک تیکھی آنکھوں والا منگول بیٹھا پہرا دے رہا تھا۔
مگر اس نے ماریا کو نہ دیکھا۔ ماریا غائب جو تھی۔ وہ کسی کو نظر نہیں
آ رہی تھی۔ سرائے کے صحن چاروں طرف کمرے او کوٹھڑیاں بنی ہوئی
تھیں۔ درمیان میں صحن تھا اور صحن کے اوپر کوئی چھت نہیں تھی۔ کھلا
آسمان نظر آ رہا تھا۔ شام ہو گئی تھی۔ آسمان پر سرخ رنگ کے دو چار
ستارے نکل آئے تھے۔ سردی کی وجہ سے صحن میں کوئی مسافر دکھائی
نہیں دے رہا تھا۔ اصول کے طور پر ڈیوڑھی میں جو کوئی مسافر داخل
ہونے لگتا اسے پہرے دار سرائے کی مالک جادوگرنی کے پاس لے
جاتا تھا۔ جہاں وہ رات بسر کرنے کا کرایہ ادا کرتا اور پھر اسے اس کی
کوٹھڑی میں پہنچا دیا جاتا۔

لیکن ماریا چونکہ غائب حالت میں اندر داخل ہوئی تھی۔ اس لیے

اسے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ سرائے کی مالکہ جادوگرنی کس
کوٹھڑی میں بیٹھ کر سرائے کا حساب کتاب کرتی ہے۔ اس نے ایک
ایک کوٹھڑی دیکھنی شروع کر دی۔ کوٹھڑیوں کے دروازے سردی کی
وجہ سے اندر سے بند تھے۔ ماریا نے کان لگا کر ایک ایک کوٹھڑی کی
آوازیں سننے کی کوشش کی۔ مگر کسی کوٹھڑی سے کوئی آواز نہیں آ رہی
تھی۔ معلوم ہوتا کہ مسافر کھانا کھا کر بہت جلد سو گئے ہیں۔ اس
زمانے میں یہی رواج تھا۔ چونکہ مسافر سارا سارا دن سفر کرتے رہتے
تھے۔ چنانچہ شام کو تھک کر چور ہو جاتے اور بہت جلد سو جاتے تھے۔
ایک کوٹھڑی کے اندر سے اسے خراٹوں کی آواز سنائی دی۔ ایک کوٹھڑی
کے اندر سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی گھوڑا اندر زور زور سے
سانس لے رہا ہو۔

ایک کوٹھڑی کے اندر کسی عورت نے بچے کے منہ پر طمانچہ مارا۔ مگر

بچے کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ دیکھتے دیکھتے آخر ماریا اس کوٹھڑی کے
پاس آ گئی جہاں سرائے کی مالک جادوگرنی ایک چبوترے پر آگ کے
پاس بیٹھی ایک نوجوان چینی سے باتیں کر رہی تھی۔ کوٹھڑی کا دروازہ
کھلا تھا ماریا بھی اندر داخل ہو گئی اور ایک طرف کھڑی ہو کر سرائے کی
مالک کی باتیں سننے لگی۔ جادوگرنی ایک بوڑھی عورت تھی جس کی ناک
طوطے ایسی تھی اور آنکھوں الو کی آنکھوں کی طرح گول اور زرد تھیں۔
اس کی شکل بڑی بھیانک اور چڑیلوں جیسی تھی وہ منگولیائی زبان میں
بات کر رہی تھی۔ جس کا ایک ایک لفظ ماریا کی سمجھ میں آ رہا تھا۔ غائب
ہونے کے بعد اس میں یہ طاقت آ گئی تھی کہ وہ ہر قسم کی زبان کا
مطلب سمجھ جاتی تھی۔ جادوگرنی چینی نوجوان سے کسی ایسے شخص کے
بارے میں بات کر رہی تھی جسے شام کو سرائے میں آ جانا چاہیے تھا مگر
وہ نہیں آیا تھا۔ اس نے چینی سے کہا:

"آخر وہ کہاں جا کر گم ہو گیا؟ اُسے اب تک آ جانا چاہیے تھا۔
چینی نوجوان نے کہا:
"میرا خیال ہے وہ آ رہا ہو گا۔"
جادوگرنی بولی:
"مگر اس کے ساتھی نے تو آ کے پیغام دیا تھا کہ وہ آج پہنچ
جائے گا۔ کم بخت جانے راستے میں کہاں مارا گیا ہے۔ اس سے پہلے
بھی اس نے درگا دیوں کے مندر میں ہمیں نا امید کیا ہے اور اب
جانے چین کے شاہی محل میں جا کر کیا گل کھلائے گا۔"
ماریا کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ جادوگرنی مورتی چور کا انتظار کر رہی
تھی جس نے درگا دیوی کے مندر سے مورتی چرا کر عنبر پر جھوٹا الزام لگا
دیا تھا اور خود فرار ہو گیا تھا اور اب وہ ان کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہو گا۔
ماریا وہاں سے نکل کر واپس اس مقام پر آ گئی جہاں اس کا گھوڑا بندھا

تھا۔گھوڑے پر سوار ہو کر وہ واپس نکل گئی۔راستے میں اسے تاگ، عنبر
اور تھانک مل گئے۔اس نے عنبر کو جادوگرنی کی ساری باتیں سنا ڈالیں
۔اور پھر ان کے ساتھ مل کر سرائے کی جانب چلنے لگی۔

چالاک جادوگرنی

عنبر سیدھا سرائے کی مالک جادوگرنی کے پاس آ گیا۔
اس نے جادوگرنی کو بتایا کہ وہ مسافر ہیں اور ہندوستان سے
چین کی طرف سفر کر رہے ہیں۔رات آ گئی ہے۔انہیں رات بسر
کرنے کے لئے سرائے میں جگہ چاہیے۔جادوگرنی نے عنبر کو اور عنبر
نے جادوگرنی کو بڑے غور سے گھور کر دیکھا۔دونوں کو ایک دوسرے
کی آنکھوں میں غیر معمولی جادو کی چمک نظر آئی۔جادوگرنی خاص طور

پر عنبر سے متاثر ہوئی۔ اس نے عنبر کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک دیکھ لی تھی۔ اس سے پہلے یہ چمک اسے کسی انسان کی آنکھوں میں نظر نہیں آئی تھی۔ عنبر کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے جادوگرنی نے پوچھا:

"یہ چینی لڑکی جو تمہارے ساتھ ہے یہ کون ہے؟ کیا یہ تمہاری کنیز ہے؟"

عنبر نے سوچا کہ اگر اس نے یہ کہا کہ تھانک اس کی بہن ہے تو جادوگرنی کو کبھی یقین نہیں آئے گا۔ کیونکہ ایک چینی لڑکی ایک مصری نوجوان کی بہن کیسے ہوسکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے سوچا کہ تھانک کو اپنی کنیز یعنی نوکرانی ظاہر کرے۔ کیوں کہ اس زمانے میں کنیز رکھنا کوئی بری بات نہیں سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ اس نے کہا:

"ہاں! یہ چینی لڑکی میری کنیز ہے اور یہ میرا بھائی ہے۔"

ماریا بھی جادوگرنی کے پاس ہی کھڑی تھی۔ اچانک جادوگرنی کی طبیعت خراب ہوگئی۔ اُس کی الو ایسی زرد آنکھیں گھبرا گئیں۔ اس نے بے چینی کے عالم میں پہلو بدلا اور پھر دائیں بائیں دیکھ کر بولی۔

"تمہارے ساتھ اور کون سفر کر رہا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"بس ہم تینوں ہی سفر کر رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ اور کوئی بھی نہیں ہے۔ تم خود دیکھ سکتی ہو۔ ہم تینوں ہی یہاں کھڑے ہیں۔"

جادوگرنی نے بے چینی سے کہا:

"نہیں! نہیں! یہاں کوئی اور شخص بھی کھڑا ہے۔ مجھے کسی عورت کے بدن کی بو آرہی ہے۔"

ماریا اور عنبر حیران رہ گئے کہ یہ کس بلا کی جادوگرنی ہے کہ اس نے غائب ہوچکی ماریا کے وجود کو قریب کھڑا محسوس کرلیا۔ ماریا جلدی سے

پرے ہٹ کر کھڑی ہوگئی۔ اب سرائے کی جادوگر مالکن نے ایک گہرا سانس بھرا اور بولی:

”معلوم ہوتا ہے ابھی ابھی کوئی عورت میرے قریب سے ہو کر گزری ہے۔“

زندگی میں پہلی بار ماریا محتاط ہوئی۔ جب سے وہ غائب ہوئی تھی اسے کبھی کسی نے اپنے قریب محسوس نہیں کیا تھا۔ کسی کو بھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ اس کے پاس کھڑی ہے یا اس کے قریب سے ہو کر گزری ہے۔ بہر حال ماریا کے الگ ہو کر کھڑے ہونے سے بات ٹل گئی مگر جادوگرنی کو عنبر اور اس کے ساتھیوں پر شک سا پڑ گیا تھا کہ کہ یہ کوئی عجیب و غریب سے لوگ ہیں۔ عنبر کی آنکھوں میں تو جادوگرنی کو ایسا معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے اندر جادو کا خزانہ چھپائے ہوئے ہے۔

جادوگرنی مالکہ نے انہیں نوکر کے ساتھ ایک کوٹھڑی کی طرف بھیج دیا۔ چینی نوجوان نے ان کے جانے کے بعد کہا: ”کیا بات تھی؟ تم بے چین کیوں ہوگئی تھیں خالہ؟“

جادوگرنی بولی:

تم ابھی بچے ہو۔ تم یہ باتیں نہیں سمجھ سکو گے۔ جاؤ تم جا کر اپنی کوٹھڑی میں آرام کرو۔“

جب وہ چینی نوجوان جانے لگا تو جادوگرنی نے اسے بلا کر کہا:

”لیکن نہیں! میں تمہارے ذمے ایک کام لگاتی ہوں۔ تم آج کی رات ان مسافروں کی کوٹھڑی کے باہر پہرہ دو اور یہ معلوم کرو کہ یہ لوگ کون ہیں؟ کس غرض کے ساتھ اس سرائے میں اترے ہیں؟ اور کس مقصد کو سامنے رکھ کر چین کی طرف جا رہے ہیں؟“

چینی نوجوان نے کہا:

"لیکن خالہ! میں۔۔۔میں۔۔۔میرا مطلب ہے میں کیسے پہرہ دوں گا؟ وہ لوگ مجھے دیکھ کر کیا سوچیں گے؟"

جادوگرنی نے ڈانٹ کر کہا:

"چاہے کچھ سمجھیں! تمہیں پہرہ دینا ہوگا۔ تم چوکیدار کا بھیس بدل کر کوٹھڑیوں کے سامنے چکر لگانا اور موقع ملتے ہی عنبر کی کوٹھڑی میں کان لگا کر یا جھانک کر معلوم کرنا کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟"

"بہت بہتر خالہ۔"

"چینی نوجوان کو یہ کام مجبوراً کرنا پڑ رہا تھا۔"

ادھر اپنی کوٹھڑی میں جا کر عنبر نے دروازہ بند کر دیا اور بولا:

"ماریا! تم کہاں ہو؟"

"میں یہاں کھڑی ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"کمال ہے۔ یہ جادوگرنی تو کوئی بڑی زبردست عورت معلوم ہوتی ہے۔ تمہاری موجودگی کا احساس ہمیں نہیں ہوتا۔ مگر اس جادوگرنی کو ہو گیا۔ یہ کیا بات ہے۔"

ماریا نے کہا:

"میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا بات ہے۔"

ناگ نے کہا:

بات یہ ہے کہ جانوروں کی طرح جادوگرنی کی حس بھی بہت تیز ہے۔ جانور بھی ماریا کی موجودگی سے بدک جاتے ہیں۔ یہی حال جادوگرنی کا ہے۔ اس میں اس کے کمال کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ایک عام پتے باز جادوگرنی ہے جو چند ایک چھوٹے چھوٹے ٹونے جانتی ہے اور بس۔ ہم لوگوں کو اس کے بارے میں زیادہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"

ماریا نے کہا:

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ ہمیں بے فکر ہو کر رہنا چاہیے اور پھر ہمیں یہاں ایک یہی رات کی رات ہی تو ٹھہرنا ہے۔"

عنبر بولا:

"ٹھیک ہے۔ اب ہمیں آرام کرنا چاہیے۔ لیکن اگر یہاں کچھ کھانے کو مل جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔"

ناگ نے اسی وقت باہر جا کر ایک نوکر سے کہا:

"کھانے کو یہاں کیا کیا ہوگا؟"

نوکر نے کہا:

"اس وقت سوائے بکری کے دودھ کے آپ کو اور کچھ نہیں مل سکتا۔"

ناگ نے اندر آ کر اطلاع دی کہ سرائے میں سوائے بکری کے

دودھ کے اور کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ سب نے بکری کے دودھ کا ایک پیالہ منگوا کر پیا اور بستروں میں گرم ہو کر لیٹ گئے۔ آتش دان میں آگ جل رہی تھی اور کمرہ خوب گرم ہو رہا تھا۔ جب کہ باہر بہت سخت سردی تھی اور تیز ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ رات پڑتے ہی باہر برآمدے میں چینی نوجوان نے پہرے دار کے لباس میں گشت لگانی شروع کر دی وہ چلتے ہوئے ہر ایک کوٹھڑی کے دروازے پر جا کر کچھ دیر کے لیے رک رکتا۔ دروازے کے ساتھ کان لگا کر کچھ سننے کی کوشش کرتا اور پھر آگے ٹہلنے لگتا۔

عنبر اور ناگ وغیرہ جس کوٹھڑی میں تھے۔ اس کے دروازے پر بار بار آ کر رکتا۔ دروازے کے ساتھ کان لگا کر سننے کی کوشش کرتا مگر اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عنبر اور ماریا سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے۔ جادوگرنی کی وجہ سے وہ بڑی احتیاط کو نے

لگے تھے اور انہیں خیال تھا کہ باہر ضرور کوئی نہ کوئی ان کی باتیں سن رہا ہوگا۔ چنانچہ وہ بڑی آہستگی سے باتیں کر رہے تھے۔ عنبر ماریا سے کہہ رہا تھا۔

”میں چاہتا ہوں کہ تم باہر نکل کر ایک چکر سرائے کے باہر کا لگا آؤ۔ اگر مورتی چور آ گیا ہو تو یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ جادوگرنی کے ساتھ کیا باتیں کر رہا ہے۔“

”بہت بہتر! میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں۔“

یہ کہہ کر ماریا چپکے سے اٹھی اور دروازے کے پاس آ گئی۔ باہر کی طرف چینی نوجوان پہرے دار کے بھیس میں دروازے کے ساتھ کان لگائے جھکا کھڑا تھا۔ اس نے کسی کے پاؤں کی چاپ سنی جو دروازے کی جانب آ رہی تھی۔ پہرے دار جلدی سے پیچھے ہٹ کر کونے میں اندھیرے کی جانب آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ دروازہ

اپنے آپ کو کھلا اور اپنے آپ بندہ گیا۔ پہرے دار کی تو عقل گم ہو گئی۔ یہ منظر اس نے صاف طور پر دیکھا تھا کہ دروازہ کھلا۔ اس کا ایک پٹ علیحدہ ہوا۔ کوئی اندر کی طرف نہیں تھا۔ کوئی باہر کی طرف نہیں تھا۔ دروازہ کھل کر اپنے آپ بند ہو گیا۔

اس وقت ماریا باہر نکل گئی تھی۔ ماریا نے اندھیرے میں چینی پہرے دار کو کھڑے دیکھا تو یہ معلوم کرنے کے لیے ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی کہ یہ پہرے دار ان کی کوٹھڑی کے سامنے کیا کر رہا ہے۔ جب کوٹھڑی کا دروازہ بند ہو گیا تو پہرہ دار اندھیرے میں نکل کر روشنی میں آ گیا۔ اس نے دائیں بائیں غور سے دیکھا اور پھر جھک کر کوٹھڑی کے دروازے سے کان لگا دیے۔ اب ماریا سمجھ گئی کہ جادوگرنی کی طرف سے یہ شخص ان کی جاسوسی کر رہا ہے۔ اسے بڑا غصہ آیا اور اس نے سوچ کہ اس پہرے دار کو جاسوسی کرنے کا تھوڑا سا مزا

چکھانا چاہیے۔ چنانچہ یہ سوچ کر وہ پہرے دار کے قریب آئی۔ جھک کر اس کے کان میں کہا:

''میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔''

یہ سن کر پہرے دار کی چیخ نکل گئی۔ اس نے ڈر کر چاروں طرف دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ حیران سا ہوا۔ پھر اس نے ہنس کر گردن جھٹکی۔ جیسے کہہ رہا ہو، میں بھی کتنا احمق ہوں۔ بھلا کسی بھوت کا یہاں کیا کام؟ وہ مسکرا کر دوسری بار جھک کر دروازے کے سوراخ میں سے اندر دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اب ماریا نے پیچھے سے آ کر ایک زوردار لات پہرے دار کی پیٹھ پر دے ماری پہرے دار منہ کے بل آگے کی جانب گرا اور اٹھ کر چیختا چلاتا ایک طرف بھاگ گیا۔ اس کی چیخ و پکار کی آوازیں سن کر ایک کوٹھڑی میں سے ایک عورت اور مرد دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔

''کون ہے؟ یہ کون چیخیں مار رہا ہے؟''

مرد زور زور سے پکار رہا تھا۔ مگر پہرے دار تو وہاں سے بھاگ چکا تھا۔ اس مرد کی بیوی نے کہا:

''اندر آ جائیں۔ یہ ضرور کوئی بھوت ہوگا۔''

مرد نے چھاتی پھلا کر کہا:

''اری بیگم! بہت دیکھے ہیں ہم نے بھوت! کم بخت اگر بھوت سامنے آ جائے تو ایسی لات ماروں کہ نانی یاد آ جائے اس کو۔''

ماریا اس کی باتیں بڑی دلچسپی سے سن رہی تھی۔ جب مرد مرغے کی طرح سینہ پھلا کر اندر جانے لگا تو ماریا نے پیچھے سے ایک لات اس کی پیٹھ پر بھی دے ماری۔ مرد نے ہڑبڑا کر پوچھا:

''بیگم! یہ لات تم نے ماری ہے؟''

بیگم نے کانپتے ہوئے کہا:

"نہیں۔۔۔میں نے لات نہیں ماری۔"

مرد نے چیخ مار کر کہا:

"تو پھر یہاں ضرور کوئی بھوت ہے۔۔۔اندر بھاگ چلو۔"

دونوں میاں بیوی لپک کر اندر داخل ہو گئے اور انہوں نے کھٹ سے دروازہ بند کر دیا۔ ماریا کو پتا چل گیا کہ جادوگرنی نے ایک شخص کو ان کی جاسوسی پر لگا دیا ہے۔ اسے یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ جاسوس کون ہے۔ ظاہر ہے کہ جادوگرنی کا کوئی اپنا خاص آدمی ہو گا۔ ماریا نے جاسوس کا پیچھا کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی اور وہ وہاں سے سیدھی جادوگرنی کی کوٹھڑی کی طرف آ گئی۔ جادوگرنی کی کوٹھڑی بند تھی۔ ماریا نے کان لگا کر سنا کہ جادوگرنی اندر کوئی منتر پڑھ رہی تھی۔ اس نے دروازے کی درز میں سے دیکھا۔ جادوگرنی کے پاس وہی مورتی چور اور اس کا ساتھی بیٹھے تھے۔ جادوگرنی منتر پڑھ کر

آگ میں کوئی شے ڈالتی۔ شعلہ بھڑکتا اور پھر آگ اصلی حالت میں آ جاتی۔ ماریا اب کسی طرح کوٹھڑی کے اندر داخل ہونا چاہتی تھی تاکہ یہ معلوم کرے کہ مورتی چور اور جادوگرنی کیا سازش کر رہے ہیں۔ اس نے دروازہ آہستہ سے کھٹکھٹایا جادوگرنی نے مورتی چور کی طرف دیکھا۔ مورتی چور نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔ جادوگرنی نے آگ بجھا کر اوپر بڑا سا تھال الٹا کر رکھ دیا اور شمع روشن کر دی۔ مورتی چور کے ساتھی نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ مصیبت یہ تھی کہ وہ دروازے کے بیچ میں کھڑا تھا اور ماریا اندر داخل نہیں ہو سکتی تھی۔ ماریا نے ذرا پرے ہٹ کر آہستہ سے آواز دی

"ادھر آؤ۔۔۔جلدی سے۔"

چور کا ساتھی اس طرف گیا تو ماریا چپکے سے اس کے قریب سے گزر کر کوٹھڑی میں داخل ہو گئی۔ وہ کونے میں لگ کر کھڑی ہو گئی۔

جب چور کے ساتھی نے آ کر بتایا کہ اسے برآمدے میں کسی نے آواز دی اور پھر کچھ دکھائی نہیں دیا تو جادوگرنی کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔اس نے گہرا سانس لیا اور بولی:

''اس میں ضرور کوئی راز ہے۔''

مورتی چور نے پوچھا:

''راز؟ کون سا راز؟''

''شی۔۔۔خاموش!''

جادوگرنی پر پھر وہی بے چینی طاری ہو گئی۔اس کی آنکھیں گردش کرنے لگیں۔اس نے چاروں طرف کوٹھڑی میں نظر گھما کر سرگوشی میں کہا۔

''مجھے کسی عورت کی بو آ رہی ہے۔یہاں کوئی عورت موجود ہے۔''

''کیسی پاگلوں جیسی باتیں کر رہی ہو خالہ! ہمیں تو یہاں کچھ بھی نظر نہیں آ رہا۔''

مگر جادوگرنی نے کوٹھڑی کا چکر لگانا شروع کر دیا۔چکر وہ اس طرح لگا رہی تھی کہ اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے۔ماریا سخت پریشان ہو گئی۔یہ بات اس کے لیے بڑی تشویش ناک تھی کہ جادوگرنی نے اٹھ کر اسے تلاش کرنا شروع کر دیا تھا وہ جدھر جادوگرنی جاتی دوسری طرف ہٹ جاتی۔مگر آخر کہاں تک بھاگتی؟ ایک دفعہ تو جادوگرنی اس کے جسم کو پکڑنے ہی والی تھی کہ ماریا نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ٹھوکر سے ایک برتن لڑھک گیا۔جادوگرنی نے چیخ کر کہا:

''اندر کوئی ہے۔۔۔۔پکڑو اسے۔''

ماریا لپک کر دروازے کی طرف آئی اور اسے کھول کر باہر بھاگ

گئی۔ جادوگرنی نے فاتحانہ نظروں سے مورتی چور کو دیکھا اور کہا:

میں نہ کہتی تھی کہ اندر کوئی موجود ہے۔ وہ دیکھو غیبی عورت بھاگ گئی ہے۔

کافرجن کا قتل

ماریا بھاگ کر اپنی کوٹھڑی میں آ گئی۔

اس نے عنبر اور ناگ کو ساری بات سنائی اور بتایا کہ جادوگرنی اس کی بو سونگھ لیتی ہے۔ اگر وہ ہوشیاری سے کام نہ لیتی تو جادوگرنی نے اسے ضرور پکڑ لیا ہوتا۔ ماریا نے انہیں بتایا کہ جادوگرنی کوئی بڑی ہی مکار عورت ہے اور وہ مورتی چور کے ذریعے چین کے شاہی محل کے جواہرات خود حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ان جواہرات میں ایک نایاب اور انمول ہیرا زرقاب نامی ہے۔ جادوگرنی ہمیشہ جوان رہنے کے لیے کوئی خاص عمل کر رہی ہے۔ اس عمل کے لیے اسے زرقاب ہیرے کی سخت ضرورت ہے۔ چنانچہ جادوگرنی وہ ہیرا حاصل کرنے

کے لیے چور کو استعمال کر رہی ہے کہ وہ شاہی محل کے سارے ہیرے چرا کر لے آئے۔ کیونکہ چور زرتاب ہیرے کو پہچان نہیں سکتا۔ عنبر نے کہا:

”جادوگرنی کے پاس جادو کی طاقت کتنی ہے؟“

ماریا نے کہا:

”اگرچہ اس کے پاس کوئی غیر معمولی اور زیادہ طاقت نہیں ہے۔ لیکن اتنی ضرور ہے کہ وہ میرے غائب ہونے کے باوجود میری بو سونگھ لیتی ہے۔“

”یہ تو بڑی خطرناک بات ہے۔“

ناگ بولا:

”ہمارے بارے میں اس کا کیا خیال ہے۔“

ماریا نے کہا:

”ہمیں وہ اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتی ہے کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ اس کی سازش سے ہم واقف ہیں اور ہم بھی ملک چین جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہم اس راز کو بادشاہ کے آگے فاش کر دیں اور وہ زرتاب ہیرے سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جائے۔“

عنبر نے کہا:

”معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی بڑا ہی قیمتی ہیرا ہے۔ جب ہی تو وہ اسے اپنے خاص عمل کے لیے حاصل کرنا چاہتی ہے۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ اس راز کو اپنے تک ہی رکھیں اور اگر چین کے بادشاہ نے ہمارے ساتھ نیک سلوک کیا تو اس پر ظاہر کر دیں اور یوں اسے لٹنے سے بچا لیں۔“

ناگ کہنے لگا:

”عنبر بھائی! مجھے اجازت دو کہ میں اس جادوگرنی کو ابھی ہلاک

کردوں۔

عنبر نے کہا:

"نہیں ناگ بھائی! ہمیں صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیے ابھی تک اس نے ہمارے بارے میں کوئی شدید قدم نہیں اٹھایا۔ ہاں اگر اس نے ہم پر حملہ کروایا تو پھر ہم اپنے بچاؤ کے لیے کوئی قدم ضرور اٹھائیں گے۔"

تھانک بولی:

"ابھی آدھی رات باقی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں ابھی یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ کیوں کہ جادوگرنی ضرور ہمیں مروانے کی کوشش کرے گی۔"

ماریا نے کہا:

میرا خیال بھی یہی ہے۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے نہ رہے

گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔"

عنبر بولا:

"یہ تو بزدلی ہوگی۔ اور پھر آدھی رات کو اندھیرے میں ہم کہاں ٹکریں مارتے پھریں گے۔ اگر جادوگرنی ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھاتی ہے تو اسے ایسا کرنے دیں۔ ہم پوری طرح اپنا بچاؤ کریں گے۔"

"اگر تمہاری یہی رائے ہے بھائی! تو پھر تم لوگ آرام کرو میں باہر پہرہ دیتی ہوں۔ اگر خطرہ ہوا تو جگادوں گی۔" ماریا نے کہا۔

ناگ بولا:

"میں بھی ماریا بہن کے ساتھ پہرہ دوں گا۔"

ماریا کہنے لگی:

نہیں۔۔۔ تمہیں ناگ بھائی! تم آرام کرو۔ میں اکیلی ہی کافی

ہوں۔"

"مگر جادوگرنی کو تمہاری موجودگی کا احساس ہو جاتا ہے۔"

پھر کیا ہوا۔ میں اس سے دور ہٹ کر کھڑی ہوں گی اور پھر میں اس کے کمرے میں تھوڑے جا رہی ہوں۔ میں تو اپنے دروازے پر ہی رہوں گی اور اگر کوئی خطرہ ہوا بھی تو میں تمہیں فوراً جگا دوں گی۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

"اچھا! اب تم لوگ آرام کرو۔ میں باہر جا کر پہرہ دیتی ہوں۔"

ماریا کوٹھڑی سے باہر نکل آئی۔ صحن میں گھپ اندھیرا تھا۔

برآمدے کے کونے میں کوئی مشعل بھی نہیں جل رہی تھی۔ وہاں بھی گھپ اندھیرا تھا۔ صرف آسمان پر ستاروں کی شمعیں جل رہی تھیں جن کی ہلکی ہلکی روشنی میں کوٹھڑی کے دروازے دھندلے دھندلے دکھائی دے رہے تھے۔ ماریا اپنے دروازے سے ہٹ کر ذرا پرے

صحن میں ایک جگہ پتھر کے چبوترے پر بیٹھ گئی اور دیکھنے لگی کہ جادوگرنی کی کوٹھڑی سے کون باہر آتا ہے۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے دیکھا کہ جادوگرنی کی کوٹھڑی کا دروازہ کھلا اور اندر سے مورتی چور کا ساتھی باہر نکلا۔ اس نے چہرے پر کپڑا باندھ رکھا تھا اس کے ایک ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے جادوگرنی بھی باہر نکل آئی۔

اب ماریا کے لیے سامنے آنا ذرا مشکل ہو گیا۔ کیوں کہ جادوگرنی اس کی بو سونگھ لیتی اور اسے پکڑ لیتی۔ ماریا دوسری طرف ہٹ گئی۔ جادوگرنی چور کے ساتھی کو عنبر کی کوٹھڑی کے باہر لے آئی۔ پھر اس کے کان میں جھک کر کچھ کہا۔ چور کا ساتھی تلوار لے کر کوٹھڑی کے اندر چلا

گیا۔ ماریا بڑی پریشان ہوگئی۔ اسے خطرہ تھا کہ اندر جا کر چور کا ساتھی کسی نہ کسی کو ضرور قتل کر دے گا۔ وہ دعائیں مانگنے لگی کہ عنبر یا ناگ میں سے کوئی نہ کوئی جاگ رہا ہو۔ جادوگرنی نے بڑی مکاری سے کام لیا اور وہ دروازے کے باہر خود کھڑی ہوگئی۔

ماریا نے ایک بار اندر جانے کی کوشش بھی کی لیکن جادوگرنی نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔ ماریا پھر دور ہٹ کر کھڑی ہوگئی۔ اب ذرا اندر کا حال سنیں۔ خوش قسمتی سے ناگ جاگ رہا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ دروازہ کھلا تو وہ یہ سمجھا کہ ماریا دوبارہ اندر آ گئی ہے۔ مگر اس کی جگہ چور کا ساتھی چہرے پر ڈھاٹھا باندھے اور ہاتھ میں تلوار لیے آ گیا۔ ناگ سمجھ گیا کہ اس بدبخت کی موت اسے اندر گھیر لائی ہے۔ اب اگر وہ ذرا دیر سے کام لیتا تو وہ شخص کسی نہ کسی کو تلوار مار کر ضرور ہلاک کر ڈالتا۔ مصیبت یہ تھی کہ دروازے کے پاس ہی تھا ناگ سوئی

ہوئی تھی اور چور کا ساتھی بڑی آسانی سے اسے قتل کر سکتا تھا اور ناگ کو اتنا موقع بھی نہ ملتا کہ وہ انسان سے سانپ کی جون میں آ کر اسے ڈس سکے۔ مگر چور کے ساتھی کو خیال آیا کہ پہلے عنبر کو مارنا چاہیے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھ کر عنبر کی چارپائی تلاش کرنے لگا۔ اس دوران میں ناگ کو وقت مل گیا۔

اس نے اپنے اوپر چپکے سے گرم لحاف کر لیا۔ لحاف کے اندر ہی اندر آنکھیں بند کر کے پھنکار ماری اور وہ انسان کی جون سے سانپ کی جون میں آ گیا۔ سانپ بنتے ہی وہ فوراً رینگ کر لحاف سے باہر آ گیا اور قاتل کے پیچھے نکل آیا۔ قاتل نے عنبر کے بستر کو تلاش کر لیا تھا۔ اس نے ایک پل بھی ضائع نہ کیا اور ہاتھ اٹھا کر خنجر عنبر کے سینے میں دل کے پاس گھونپ دیا۔ اس کا خیال تھا کہ ایک چیخ کی آواز بلند ہوگی اور پھر خون کا فوارہ چھوٹے گا اور وہ عنبر کو تڑپتا چھوڑ کر دوسرے

آدمی ہر حملہ کر دے گا۔

لیکن ان سے کچھ بھی نہ ہوا، نہ عنبر نے چیخ ماری، نہ اس کے سینے سے کوئی خون نکلا، عنبر نے چپکے سے سینے میں سے خنجر نکال کر قاتل کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا:

"ایک بار پھر کوشش کرو۔"

قاتل کی آنکھیں پتھرا کر رہ گئیں۔ وہ جو منظر دیکھ رہا تھا ایسا منظر اس نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ تو بت بنا عنبر کو دیکھتا ہی دیکھتا رہ گیا۔ سانپ اس وقت پھن پھیلا کر قاتل کے سامنے آ گیا اور اپنی پتلی زبان نکال کر پھنکارنے اور جھومنے لگا۔ قاتل کی رہی سہی ہمت بھی ختم ہو گئی۔ وہ الٹے پاؤں بھاگ اٹھا۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر قدم رکھا ہی تھا کہ سانپ نے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا اور واپس کوٹھڑی میں چلا گیا۔ ماریا پرے کھڑی تھی اس نے دیکھا کہ قاتل کا

ساتھی بری طرح لڑکھڑا کر زمین پر گرا ہے۔ جادوگرنی لپک کر اس کی طرف اندھیرے سے نکل کر آئی اس پر جھک گئی۔

چور کے ساتھی نے ہچکی لے کر کہا:

"سانپ۔۔۔ سانپ نے ڈس دیا۔ وہ۔۔۔ وہ مرا نہیں۔ میں نے خنجر مارا۔۔۔ دل میں۔۔۔ مگر۔۔۔ وہ ۔۔۔ وہ مرا نہیں۔ خون نہیں نکلا۔ وہ انسان نہیں دیوتا ۔۔۔ دیوتا ہے۔"

اور ایک ہچکی لے کر قاتل مر گیا۔

جادوگرنی اسے گھسیٹتی ہوئی اپنی کوٹھڑی کے اندر لے گئی اور دروازہ بند کر دیا، ماریا بھاگ کر دروازہ کے پاس آئی اور دروازہ میں سے اندر دیکھنے لگی۔ جادوگرنی نے مورتی چور کو جگا کر کہا:

"اسے سانپ نے ڈس دیا ہے۔ مگر اتنی سردی میں وہاں سانپ کہاں سے آ گیا؟ یہ کہتا ہے عنبر کے سینے میں اس نے خنجر گھونپا۔ مگر نہ تو

خون نکلا اور نہ ہی وہ زخمی ہوا۔۔۔۔وہ دیوتا ہے۔۔۔۔ضرور یہ شخص
کوئی زبردست جادوگر ہے۔"

مورتی چور نے کہا:

"پھر اب کیا ہوگا؟ اگر وہ سچ مچ کوئی زبردست جادوگر ہے تو
ہم اپنی سازش میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے وہ تو جادو کے زور
سے ہمارے سارے منصوبے خاک میں ملا دے گا۔"

جادوگرنی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا:

افراسیاب جادوگر کے قسم سے میں اس کی جادوگری کو آزماؤں گی
اور شکست دوں گی۔ میں ابھی اس پر جادو کرتی ہوں۔ اس کی کوٹھڑی
میں ایک خوفناک جن کو بھیجتی ہوں جو ان تینوں کو قتل کر دے گا۔ یہ لوگ
میرے جن سے نہیں بچ سکیں گے۔"

ماریا بھاگ کر عنبر کے پاس آئی اور انہیں خبردار کر دیا کہ جادوگرنی

کسی جن کو بھیج رہی ہے تاکہ وہ انہیں قتل کر دے۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔
ناگ پھر سے اپنی انسان کی جون میں آ چکا تھا۔ ناگ نے کہا:

"کم از کم تمہیں تھانگ اور ماریا کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا
چاہیے عنبر! اس وقت اس کی بہت ضرورت ہے کہ تم اپنے بہرام جن
سے مدد طلب کرو۔ اگر وہ اب کام نہیں آئے گا تو پھر کب کام نہیں
آئے گا تو پھر کب کام آئے گا۔"

عنبر نے محسوس کیا کہ معاملہ نازک صورت اختیار کر گیا ہے۔ اگر
سچ مچ جادوگرنی نے جادو کے زور سے اپنے کسی قابو کیے ہوئے جن کو
وہاں بھیج دیا تو وہ خود تو بچ جائیگا مگر ناگ، تھانگ اور ماریا کو اس
بھیانک جن کے چنگل سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ چنانچہ اس نے بہرام
جن سے مدد لینے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے بہرام جن کا
تصور آنکھوں میں کیا اور آہستہ سے آواز دی:

"بہرام! تم جہاں کہیں بھی ہو میری آواز کو سنو اور میری مدد کو پہنچو
میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔"

دوسرے ہی لمحے بہرام جن اس کے پاس کھڑا تھا۔ مگر اسے
سوائے عنبر کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بہرام جن نے مسکرا کر پوچھا:

"آپ نے مجھے بڑی دیر کے بعد یاد کیا ہے میرے آقا! کیا بات
ہے آپ کو میری ضرورت نہیں تھی کیا؟"

عنبر نے کہا:

"بہرام! یہ باتیں پھر کبھی کروں گا۔ پہلے یہ سنو کہ ابھی ابھی
یہاں ایک جن کو بھیجا جا رہا ہے کہ ہم سب کو قتل کر دیا جائے۔ یہ جن
افراسیاب کے بادشاہ کا جن ہے۔ تم ہمیں اس سے بچاؤ۔"

جن نے ہنس کر کہا:

"یہ کون سی بڑی بات ہے، میرے آقا! میں میں سلیمان علیہ

السلام کا توحید پرست جن ہوں۔ وہ تو میرا ابھی مقابلہ نہ کر سکے گا۔
ابھی آپ دیکھ لیں کہ اس کا کیا حشر کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر بہرام غائب ہو گیا۔

اتنے میں دروازہ ایک دم ٹوٹ کر گر پڑا۔ ایک بھیانک قہقہہ گونجا
اور فرش پر سے کسی نے تخت اٹھا کر چھت پر یوں دے مارا جیسے وہ کوئی
لکڑی کا کٹورا ہو۔ تخت پوش فرش پر گرتے ہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔
تھانگ چیخ مار کر اٹھ بیٹھی اور رونے لگی۔ اب جادوگرنی کا جن نمودار
ہوا۔ وہ ایک خوف ناک سینگوں والا جن تھا جس کا سر اوپر چھت کے
ساتھ ٹکرا رہا تھا۔ اس کے دانت بڑے لمبے لمبے تھے اور ہاتھ زمین
کو چھو رہے تھے۔ تھانگ عنبر کے پیچھے آ کر چھپ گئی۔

عنبر نے کہا:

"اے افراسیاب کے جن! اگر تم اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو جن

قدموں سے چل کر آئے ہو انہیں قدموں سے چل کر واپس چلے
جاؤ۔"

جن نے ایک اور قہقہہ لگایا اور عنبر کو اٹھا کر چھت کے ساتھ دے
مارا۔ اگر عنبر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کے بدن کے پرخچے اڑ جاتے۔
مگر عنبر چونکہ مر نہیں سکتا تھا اس لیے اس کو کچھ بھی نہ ہوا۔ اب بہرام
نے اپنا کام دکھایا۔ دیکھتے ہی دیکھتے افراسیاب کے جن کی گردن پر
ایک پتھر آ کر لگا اور وہ زمین پر جھک گیا۔ اس کے بعد کسی نے ایک لمبی
تلوار اس کے سینے میں گھونپ دی۔ اس نے ایک چیخ ماری اور تڑپنے
لگا۔ بہرام جن نے تلوار کھینچ کر اس کی گردن تن سے اڑ دی اور پھر اس
کے جسم کے ٹکڑے اٹھا کر باہر صحن میں پھینک دیے۔

باہر ماریا کھڑی تھی۔ اس نے اندھیرے میں لاش کے ٹکڑے
فرش پر گرتے دیکھے تو سمجھ گئی کہ عنبر نے بہرام جن کو بلوا کر اس سے

جادوگرنی کے جن کو ہلاک کروا دیا ہے۔ جادوگرنی نے جب دیکھا کہ
اس کے جن کے ٹکڑے اڑا دیے گئے ہیں تو وہ خوف زدہ ہو کر وہاں
سے بھاگی اور اپنی کوٹھڑی میں آ کر اس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا
اور آگ کے پاس افراسیاب کے بت کے آگے سجدے میں گر کر تھر
تھر کانپنے لگی۔ افراسیاب کی آواز آئی کہ اے ہماری جادوگرنی تم نے
بڑی غلطی کی جو ہمارے جن کو سلیمان علیہ السلام کے جن سے لڑایا۔
اس میں ہمارے جن کی شکست لازمی تھی۔ کیوں کہ میری طاقت
سلیمان علیہ السلام کی طاقت سے بہت کم ہے۔

اب بھی عقل سے کام لو اور اپنی اس حرکت سے باز آ جاؤ۔ نہیں تو
جس آدمی کے پاس بہرام نامی جن ہے وہ تمہیں بھی قتل کر سکتا ہے۔

جادوگرنی تھر تھر کانپتی رہی۔ ادھر ماریا عنبر کے پاس آ گئی۔ جن
کے ہلاک ہونے پر انہوں نے عنبر کا شکریہ ادا کیا۔ دروازہ بند کر کے وہ

اپنے اپنے بستروں پر لیٹ گے اور جنوں کی لڑائی کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ عنبر کا خیال تھا کہ اب جب کہ ان کی طاقت کی دہشت جادوگرنی پر بیٹھ گئی ہے۔ وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ ان سے کبھی مقابلہ نہیں کرے گی۔

"اس لیے بہتر ہے کہ ہم سورج کی پہلی کرن کے ساتھ یہاں سے کوچ کر جائیں۔"

اور یہی ہوا۔ ابھی دن پوری طرح سے نہیں نکلا تھا کہ عنبر، ناگ اور تھانگ جادوگرنی کی ڈیوڑھی میں اس کے پاس آ گئے۔

شگوفہ چڑیل

جادوگرنی انہیں اپنے پاس دیکھ کر ڈر گئی۔

اس نے خوشامدانہ لہجے میں پوچھا کہ کیا وہ لوگ جا رہے ہیں؟

عنبر نے جادوگرنی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ ہاں وہ جا رہے ہیں۔ اس دوران میں ماریا بھی اس کے پاس آ گئی۔ جادوگرنی نے ماریا کی بو سونگھ لی تھی۔ مگر وہ ڈر کے مارے بول نہیں رہی تھی۔ آخر ماریا نے خود ہی چبوترے پر سے ایک تھالی اٹھا کر باہر سڑک پر پھینک دی۔ جادوگرنی حیرانی سے تھالی کو تکتی رہی اور پھر بھی کچھ نہ بولی۔ عنبر

نے پوچھا:

"کہو خالہ! اب کیسی طبیعت ہے؟ کیا اب بھی جنگ کرنے کا کوئی خیال ہے؟"

جادوگرنی نے عنبر کی نظروں سے گھبرا کر کہا:

میں کسی کے ساتھ بھلا کیا جنگ کر سکتی ہوں۔ میں تو ایک غریب کمزور سی عورت ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر آدھی رات کو ہمارے کمرے میں جن کس لیے بھیجا تھا؟"

جادوگرنی نے مکاری سے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"سامری کی قسم! میں نے کسی جن کو نہیں بھیجا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی تھی کہ کسی کے خلاف کچھ کرنے کی۔ میں تو ایک غریب کمزور سی عورت ہوں۔"

عنبر نے ہنس کر طنزیہ انداز میں کہا:

میں سب سمجھتا ہوں کہ تم کتنی کمزور اور غریب عورت ہو۔ اگر مجھ میں اتنی طاقت نہ ہوتی کہ زندہ رہتا تو تمہارا جن پہلے ہی وار میں مجھے ہلاک کر چکا ہوتا۔ بہر حال اب ہم ملک چین کی طرف جا رہے ہیں۔ تم ہمارے خلاف جو کچھ کرنا چاہتی ہو کر لو۔ ہم جہاں بھی ہوں گے تمہارا مقابلہ کریں گے۔"

اتنا کہہ کر عنبر، ناگ، ماریا اور تھانگ سرائے سے باہر نکل آئے اور جادوگرنی انہیں دیکھتی ہی رہ گئی۔ جب وہ چلے گئے تو جادوگرنی نے اسی وقت مورتی چور کو ساتھ لیا اور اپنی کوٹھڑی میں آ کر دروازہ بند کر لیا۔ اس نے چور سے کہا:

یہ تمہاری جواں مردی کا امتحان ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ تم میں کتنی بہادری اور بزدلی ہے اس سے پہلے تم نے بزدلی دکھائی تھی اور

مرتے مرتے بچے تھے۔ اگر اب کی بار بھی تم نے بہادری سے کام نہ لیا تو یاد رکھو میرا جادو تمہیں جہاں بھی تم ہو گے جلا کر بھسم کر دے گا۔"

مورتی چور نے ڈرتے ہوئے کہا:

"خالہ! اس بار میں بزدلی نہیں دکھاؤں گا۔ میں بہادری سے کام لوں گا اور تمہیں شاہی محل میں سے بادشاہ کے سارے ہیرے چرا کر لا دوں گا۔ لیکن تم بھی اپنی شرط یاد رکھنا۔ مجھے آدھے ہیرے مل جانے چاہیں۔"

جادوگرنی نے کہا:

"ضرور ضرور! میں نے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کروں گی۔ لیکن اگر تم نے کسی وجہ سے یہ کام نہ کیا اور وہیں سے بھاگ گئے تو یاد رکھو تمہارا بھی وہی انجام ہو گا جو تمہارے ساتھی کا ہوا۔"

مورتی چور بولا:

"سوال یہ ہے کہ یہ لوگ جو میرے آگے آگے چین جا رہے ہیں میرے لیے پریشانی ضرور پیدا کریں گے۔ انہیں میری شکل کا بھی پتا چل گیا ہے اور یہ میری سازش سے بھی واقف ہیں۔ کیا ان پر تمہارا جادو نہیں چل سکتا۔"

جادوگرنی مورتی چور کو یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ ان لوگوں سے پہلے ہی شکست کھا چکی ہے اس نے گردن اکڑا کر کہا:

"کیوں نہیں چل سکتا؟ میرا جادو بڑا زبردست ہے۔ یہ پہاڑ کے پتھروں میں بھی شگاف پیدا کر سکتا ہے۔ میں اگر چاہوں تو آسمان کا ٹکڑا اتار کر زمین پر پھینک دوں اور زمین کا ٹکڑا اٹھا کر آسمان پر لگا دوں۔ میں جادو کے زور سے ان لوگوں کی نگرانی کروں گی اور تمہیں ہر قدم پر اپنی مدد پہنچاؤں گی۔"

پھر جادوگرنی نے آگ جلا کر جادو کے منتر پڑھنے شروع کر

دیے۔ وہ منتر پڑھ پڑھ کر آگ میں پتھروں کے چھوٹے چھوٹے
ٹکڑے پھینکے جا رہی تھی۔ پھر اس نے گلے میں سے سبز منکوں کی مالا
اتار کر اس کو پھیرنا شروع کر دیا۔ مالا پھیرتے پھیرتے وہ اٹھ کھڑی
ہوئی اور اس آگ کے گرد چکر لگائے اور ایک ہنڈیا کو الٹا زمین پر رکھ
کر اس سے پوچھا:

''عنبر اور اس کے ساتھی جہاں کہیں بھی ہوں ان کی نگرانی کرو اور
مجھے ایک ایک پل کی خبر دو۔۔۔۔ سنا تم نے؟''

ہنڈیا میں سے ممنی سی آواز آئی:

''سن لیا خالہ جادوگرنی! میں عنبر اور ان کے ساتھیوں کی نگرانی
کروں گی اور تمہیں ایک ایک پل کی خبر لا کر دوں گی۔''

جادوگرنی کہنے لگی:

مجھے یہ بتاؤ کہ اس کے ساتھ وہ انسان کون ہے جو غائب ہے اور

ساتھ رہتے ہوئے بھی کسی کو نظر نہیں آتا؟''

ہنڈیا کی آواز نے کہا:

''میں اپنی بڑی چڑیل بہن سے پوچھ کر بتاتی ہوں کہ وہ عورت
کون ہے۔' کیوں کہ میری بڑی چڑیل بہن غیبی انسانوں کو زیادہ
جانتی ہے۔''

جادوگرنی نے کہا:

''مجھے جلدی سے یہ خبر لا کر دو۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔''

ہنڈیا کی آواز غائب ہو گئی۔ جادوگرنی کے منتر پڑھنے کی آواز تیز
ہو گئی۔ اس نے اٹھ کر آگ کے گرد چکر لگانے شروع کر دیے۔ تھوڑی
دیر بعد ہی ہنڈیا میں سے ایک دوسری چڑیل کی ممنی آواز بلند ہوئی۔

''اے جادوگرنیوں کی ملکہ جادوگرنی! شگوفہ چڑیل تمہاری
خدمت میں حاضر ہے۔ میں کاغان کی وادیوں کی سیر کرتی پھر رہی تھی

کہ مجھے اطلاع ملی کہ تم نے مجھے یاد کیا ہے۔ میں فوراً تمہاری خدمت
میں حاضر ہو گئی ہوں۔"

جادوگرنی نے پوچھا:

"شگوفہ چڑیل! یہ بتاؤ کہ ملک چین کو جانے والے عنبر اور اس
کے ساتھیوں میں وہ کون انسان ہے جو غائب ہے مگر ان کے ساتھ
ساتھ سفر کر رہا ہے؟"

شگوفہ چڑیل نے کہا:

"اے جادوگرنیوں کی ملکہ جادوگرنی! اس لڑکی کا نام ماریا ہے
اس کو مصر کے ایک بہت پرانے جادوگر کاہن اعظم نے اپنے جادو
سے غائب کر دیا ہے۔ وہ عنبر اور ناگ کی بہن ہے۔"

جادوگرنی نے کہا:

"اور ہاں! مجھے یہ بتاؤ کہ یہ ناگ کون ہے۔ اس کی آنکھوں پر

مجھے شک ہوتا ہے کہ وہ انسان نہیں ہے۔ کیا تم مجھے اس کے بارے
میں کچھ بتا سکتی ہو؟"

شگوفہ چڑیل نے کہا:

"اے جادوگرنیوں کی ملکہ! میری بات کو غور سے سن وہ نوجوان
جس کا نام ناگ ہے وہ اصل میں ایک سانپ یوحا ہے جو اس زمین پر
ایک سو برس زندہ رہنے کے بعد ویہہ پلٹ کر انسان کے روپ میں
آ گیا ہے۔ اب اس میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ جب چاہے
انسان سے سانپ اور سانپ سے انسان بن سکتا ہے۔ کل رات جس
سانپ نے مورتی چور کے ساتھی کو ڈسا تھا وہ یہی ناگ تھا جو اپنی جون
بدل کر سانپ بن گیا تھا۔"

جادوگرنی یہ سن کر کچھ حیران ہوئی اور بولی:

"شگوفہ چڑیل! یہ بتاؤ کہ کیا اس ناگ کو کسی طرح سے ہلاک نہیں

کیا جا سکتا؟"

شگوفہ چڑیل نے کہا:

"اے جادوگرنیوں کی جادوگرنی! اس کو ہلاک کرنے کا طریقہ بڑا مشکل اور لمبا ہے۔ اگر تم اسے قتل کر کے اس کی لاش پانچ سال تک ایک ایسی جگہ دبائے رکھو جہاں تم ہر ایک مہینے کے بعد لاش کھول کر اس پر گندھک کا تیزاب ڈالتی رہو تو یہ ناگ عرصہ پانچ سال کے بعد مکمل طور پر مر جائے گا۔ دوسری صورت میں اگر تم اسے قتل کر کے زمین میں سبا دو گی یا آگ میں جلا دو گی یا پانی میں ڈبو دو گی تو یہ ایک مہینے کے بعد وہاں سے پھر سانپ بن کر جی اٹھے گا۔"

جادوگرنی بولی:

"یہ تو بڑی مشکل بات ہے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اس کے ساتھی عنبر پر میرے آدمی نے جب خنجر چلایا تو اس پر خنجر کا اثر کیوں نہیں ہوا؟ اس کو

زخم کیوں نہیں آیا؟ اس نے جسم سے خون کیوں نہیں بہا؟"

شگوفہ چڑیل نے کہا:

"اے جادوگرنیوں کی جادوگرنی! یہ شخص جس کا نام عنبر ہے ایک عجیب اور کمال کا شخص ہے۔ تم یہ سن کر حیران ہو گی کہ یہ شخص اس زمین پر ڈھائی ہزار برس سے زندہ چلا آ رہا ہے۔"

جادوگرنی نے چونک کر پوچھا:

"کیا کہا تم نے؟ ڈھائی ہزار برس سے یہ شخص زندہ ہے؟"

ہاں اے عظیم جادوگرنی! میں تمہیں ایک ایسا راز بتا رہی ہوں جو سوائے اس شخص عنبر کے کسی کو معلوم نہیں یہ عنبر نوجوان ڈھائی ہزار برس پہلے ایک فرعون بادشاہ کے گھر پیدا ہوا۔ پھر اس نے مصر کے ایک غریب حکیم کے گھر پرورش پائی۔ پھر جوان ہو کر یہ شخص بادشاہ بنا اور کاہن اعظم کی عظیم ترین دیوی کے حکم اور دعا سے اسے یہ کمال حاصل

ہو گیا کہ یہ شخص اب ہر دور میں زندہ رہے گا۔ یہ کبھی نہیں مرے گا۔
اس پر تیر، تلوار، آگ اور خنجر کسی شے کا اثر نہیں ہوگا۔ اس کے جسم پر
جہاں زخم لگے گا خون نہیں بہے گا اور زخم اپنے آپ بند ہو جائے گا۔ یہ
بڑا ہی طاقت ور شخص ہے، اے جادوگرنی! اس سے بچ کر رہنا۔
سلیمان علیہ السلام کے جن بھی اس کے پاس آتے جاتے ہیں۔ میں
بھی اس کے سامنے عاجز اور مجبور ہوں۔"

یہ سن کر جادوگرنی سکتے میں آ گئی کہ عنبر اتنی بھرپور اور حیرت انگیز
طاقت کا مالک ہے اسے تو پہلے ہی شک تھا کہ وہ غیر معمولی انسان
ہے۔ بہر حال وہ زرقاب ہیرا حاصل کرنے کے لیے دنیا کی بڑی
سے بڑی طاقت سے ٹکرا سکتی ہے۔ وہ بوڑھی ہو رہی تھی۔ اس کے
چہرے پر جھریاں پڑ رہی تھیں۔ اسے بڑھاپے اور موت سے خوف آتا
تھا۔ وہ ہمیشہ زندہ اور جوان رہنا چاہتی تھی اور اس کے لیے وہ ایک

جادو کا عمل کر رہی تھی جس میں زرقاب ہیرے کی سخت ضرورت تھی۔
اس ہیرے کے بغیر وہ عمل پورا نہیں ہوتا تھا اور دوا تیار نہیں ہوتی تھی۔

اس نے شگوفہ چڑیل سے کہا:

"تم عنبر کو ہلاک نہیں کر سکتی ہو تو کیا ایسا نہیں کر سکتی کہ وہ شاہی محل
سے ہیروں کی چوری میں مورتی چور کے کام میں دخل نہ دے سکیں؟"

شگوفہ چڑیل بولی:

اس کے لیے میں کوشش کر سکتی ہوں۔ میں ان لوگوں کی توجہ کسی
دوسری طرف لگا سکتی ہوں۔ اس کے علاوہ میں اور بہت کچھ کر سکتی
ہوں۔"

جادوگرنی نے کہا:

"پھر تم ہی اپنی بہن کی جگہ یہ کام کرو۔"

چڑیل کہنے لگی:

"جو تمہارا حکم اے جادوگرنیوں کی جادوگرنی! یہ کام میں کروں گی۔ میں عنبر کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ سفر کروں گی اور انہیں پیروں کی ہونے والی چوری کے بارے میں کسی سے اور خاص طور پر چین کے بادشاہ فومانچو سے بات کرنے سے باز رکھوں گی۔"

جادوگرنی نے کہا:

"ٹھیک ہے اب تم جا سکتی ہو۔"

شگوفہ چڑیل نے ایک قہقہہ لگایا جو بڑا ہی مکروہ تھا اور غائب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی جادوگرنی نے ہنڈیا الٹ دی اور مورتی چور سے کہا:

"مورتی اب تمہارا کام بے حد تک آسان ہو گیا ہے۔ اب تم بے خطر ہو کر سفر کر سکتے ہو۔ یہ لوگ تمہارے راستے میں اگر رکاوٹ بنے یا انہوں نے تمہیں نقصان پہچانے کی کوشش کی تو شگوفہ چڑیل ان کا

مقابلہ کرے گی۔ تمہیں بھی راستے میں یا چین پہنچ کر کسی وقت مدد کی ضرورت پڑے تو شگوفہ چڑیل کو یاد کرنا۔ وہ تمہاری مدد کے لیے فوراً پہنچ جائے گی۔"

"بہت اچھا خالہ۔"

"تم آج ہی دوپہر کے بعد سفر شروع کر دینا اور تم اس راستے سے ہو کر جانا جو جنوب مشرق سے ہو کر ادشان کی پہاڑیوں اور کالام کے درے میں سے گزر کر دیوار چین کی طرف جاتا ہے۔ اس طرح تم محفوظ ہو گے۔"

مورتی نے پوچھا:

"دیوار چین پر سے کس طرح گزروں گا؟"

جادوگرنی نے کہا:

"یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ تم ایک تاجر کا بھیس بدل کر دیوار چین

کی چوکی پر پہرہ دینے والے سپاہیوں کو دھوکہ دے کر بڑی آسانی
سے گزر سکتے ہو۔ کسی کو کیا پڑی ہے کہ تم پر شک کرے۔ سوداگر گئی
ملکوں سے آکر چین میں داخل ہوتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے خالہ! میں آج ہی دوپہر کو اپنا سفر شروع کر دوں گا۔"

ادھر مورتی چین کے سفر کی تیاریاں کر رہا تھا۔ دوسری طرف عنبر،
ناگ، تھانگ اور ماریا ملک چین کی طرف سفر کر رہے تھے۔ وہ سارا
دن سفر کرتے رہے۔ دوپہر کو انہوں نے ایک جگہ چھوٹی سی پہاڑی
ندی کنارے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ گھوڑوں کو دانہ دنکا اور تازہ دم ہو کر پھر
آگے چل پڑے۔

ماریا اٹھالی گئی

چین کی طرف سفر کرتے ہوئے انہیں چھ روز ہو گئے تھے۔

عنبر، ناگ اور ماریا نے وہ اونچا لمبا پہاڑ عبور کر لیا تھا جس کے پار
دیوارِ چین شروع ہوتی تھی۔ دیوارِ چین ایک طرح سے چین کی اس
زمانے کی سرحد تھی۔ دیوار کی دوسری جانب ملک چین آباد تھا۔ جیسا
کہ تھانگ نے پہلے بیان کیا، یہ دیوار چین کے بادشاہ نے باہر کے
حملہ آور دشمنوں سے بچنے کے لیے بنائی تھی۔ اس دیوار کی چوڑائی اتنی
تھی کہ

کے فاصلے پر سپاہیوں کی چوکی تھی جہاں کم از کم سات آٹھ سپاہی ہر وقت پہرہ دیتے تھے۔ ہر چوکی کا ایک دروازہ تھا جو ہمیشہ بند رہتا تھا اور صرف خاص موقع پر کھولا جاتا۔ سوداگروں اور سرکاری کارندوں کے آنے جانے کے لیے ایک چھوٹی سی سرنگ ہر چوکی پر بنی ہوئی تھی جس کے منہ پر چار سپاہی تلواریں اور تیز کمان لیے ہر وقت موجود رہتے۔

ایک چوکی سے دوسری چوکی تک، دیوار کے اوپر پہرہ داروں کی گشت ہر وقت جاری رہا کرتی۔ دور سے دیوارِ چین کو دیکھ کر عنبر نے کہا:

''خدا کا شکر ہے کہ ہم منزل کے قریب پہنچ گئے۔''

پھر انہوں نے تھا نگ (چینی لڑکی) سے مشورہ لیا کہ دیوارِ چین یا چین کی سرحد تک پہنچنے کا سب سے مختصر ترین راستہ کونسا ہوگا؟ تھا نگ

نے انہیں بتایا کہ وہ دو روز کے سفر کے بعد دیوار تک پہنچیں گے اور سب سے مختصر راستہ بھی یہی تھا۔ جس پر وہ سفر کر رہے تھے۔ سارا دن سفر کرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے گاؤں میں داخل ہوئے۔

جہاں چھ سات گھاس پھوس کے بنے ہوئے مکانات تھے۔ جن میں گڈریئے اور لکڑہارے چینی رہتے تھے۔ چینی لڑکی تھا نگ نے ایک چینی بوڑھے سے اپنی زبان میں بات کر کے وہاں ایک جھونپڑی رات بسر کرنے کے لیے حاصل کر لی۔ چینی بوڑھا ایک لکڑہارا تھا جو وہاں اکیلا رہتا تھا۔ اس کے بچے چین کے دارالحکومت اس کی بہن کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ چینی لڑکی نے خود ہی چاول ابالے اور چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو بھون کر ان کا شوربہ بنایا جنہیں ان سبھوں نے بڑے شوق سے کھایا۔

چینی بوڑھے نے تھا نگ سے پوچھا:

”بیٹی! تم ایک چینی لڑکی ہو۔ پھر ان لوگوں کے ساتھ تمہارا ساتھ کیسے ہوا اور تم کس طرح سفر کر رہی ہو؟“

تھانگ نے بوڑھے چینی کو اپنی مصیبت کی ساری کہانی سنائی اور بتایا کہ عنبر وغیرہ نے کس طرح اس کی مدد کر کے اسے ڈاکوؤں کے چنگل سے چھڑایا اور اب صرف اسے ماں باپ کے پاس پہنچانے شنگھائی تک کا دشوار سفر کر رہے ہیں۔ بوڑھا چینی عنبر اور ناگ سے بڑا متاثر ہوا۔ شام کو بوڑھا ان کے لیے باغ سے سیب اور انگور توڑ لایا۔ جو انہوں نے مل کر کھائے اور شمعوں کے روشن ہوتے ہی سو گئے۔

ماریا ان سے ذرا ہٹ کر سوئی۔ اس لیے کہ کوئی اس سے ٹکرا وغیرہ نہ جائے۔ چونکہ وہ غائب تھی اور کسی کو نظر نہیں آتی تھی اس لیے وہ ہمیشہ اس قسم کی احتیاط برتتی تھی۔ ان کے پیچھے پیچھے مورتی چور بھی سفر کر رہا تھا۔ اس کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ اگر بن سکتی تھی تو

وہ ماریا ہی بن سکتی تھی۔ جادوگرنی نے بھی اسے ہدایت کی تھی کہ اگر ہو سکے تو کسی طرح ماریا کو قابو میں کرنے کی کوشش کرنا۔ اگر تم نے ماریا کو قابو کر لیا تو پھر یہ لوگ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ماریا ہر وقت غائب رہتی تھی۔ اسے قابو میں کرنا بڑا مشکل تھا۔ پھر بھی مورتی نے ٹھان لی تھی کہ وہ وقت آنے پر ماریا کو اپنے قبضے میں کر کے ہی دم لے گا۔ چین کے شاہی ہیروں کی چوری کوئی معمولی کام نہیں تھا۔

ویسے بھی یہ ایک قیمتی منصوبہ تھا۔ مورتی ہیرے چرا کر اپنی ساری زندگی عیش و عشرت سے بسر کر سکتا تھا۔ اس راستے میں اسے ماریا بے حد پریشان کر سکتی تھی۔ وہ نظروں سے غائب وہ کر مورتی اور جادوگرنی کے سارے منصوبے پر پانی پھیر سکتی تھی۔ چنانچہ مورتی نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی ماریا کو اپنے قبضے میں ضرور کریگا۔

وہ ان لوگوں کے پیچھے پیچھے سفر کر رہا تھا اور ان کی ہر ایک نقل و

حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ جب انہوں نے چینی بوڑھے کی جھونپڑی میں رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا تو وہ تھوڑی دور ٹیلے کے پیچھے کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے بھی اسی جگہ ٹیلے کے پاس قیام کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ گھوڑے سے اتر پڑا۔ گھوڑے کو ان نے ایک درخت کے ساتھ باندھا اور گھاس پھوس اس کے آگے ڈال کر عنبر وغیرہ کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے لگا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ماریا کس جگہ پر ہے لیکن چونکہ وہ غائب تھی اس لیے کسی کو بھی نظر نہیں آ سکتی تھی۔ پھر بھی عنبر کے بات کرنے اور ناگ کے اشاروں وغیرہ سے اس نے اندازہ لگا لیا کہ ماریا جھونپڑے کے اندر داخل ہو گئی ہے اور بائیں جانب کونے میں اپنا بستر جما رہی تھی۔ اس نے ماریا کے نیچے اترتے ہی اس کے گھوڑے کو بھی دیکھ لیا تھا۔ اس کے گھوڑے کا رنگ بادامی اور سیاہ تھا۔ ماریا جب اس پر سوار ہوتی تھی تو وہ غائب ہو

جاتا تھا۔ اس وقت وہ اصطبل میں دوسرے گھوڑوں کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ چینی بوڑھے نے بھی حیرانی سے تھانگ سے پوچھا:

"بیٹی تم تو کل تین ہو پھر یہ چوتھا گھوڑا کہاں سے آ گیا؟"

پہلے تو تھانگ ذرا گھبرایا، پھر جلدی سے بولی:

"بابا! آپ کو مغالطہ لگا ہے۔ ہمارے پاس چار ہی گھوڑے تھے۔ یہ ایک گھوڑا ہم نے سفر میں کسی وقت کام آنے کے لیے فالتو رکھ چھوڑا ہے۔"

"اچھا! اچھا! یہ تو بڑی عقل مندی کی بات ہے۔"

چینی بوڑھا خاموش اور مطمئن ہو گیا تھا۔

لیکن مورتی کے دل میں ایک ہی خیال بار بار اٹھ رہا تھا کہ ماریا کو کس طرح سے قابو کیا جائے۔ جادوگرنی نے اسے جاتے وقت ایک سفوف دیا تھا۔ یہ زرد رنگ کا ایک سفوف تھا جو نیلے رنگ کی شیشی میں

پڑا ہوا تھا۔اس سفوف کی خاصیت یہ تھی کہ اگر اسے کسی رومال یا
کپڑے کے ٹکڑے پر تھوڑا سا گرا کر کسی شخص کی ناک پر رکھ دیا جائے تو
وہ فوراً بے ہوش ہو جاتا تھا اور دوپہر تک بے ہوش رہتا تھا۔

مورتی نے وہ سفوف اور رومال جیب میں ڈالا اور رات کا اندھیرا
پھیلنے کا انتظار کرنے لگا۔دوسری طرف عنبر، ناگ، تھانگ اور ماریا
چونکہ دن بھر کے سفر سے تھکے ہوئے تھے۔اس لیے بہت جلد انہیں
نیند آ گئی اور وہ سو گئے۔مورتی اسی انتظار میں تھا۔وہ ٹیلے کی آڑ میں
سے نکل کر دبے پاؤں جھونپڑی کی طرف رینگنے لگا۔وہ بڑی احتیاط
کے ساتھ زمین پر جھک کر آگے بڑھ رہا تھا۔رات اندھیری تھی اور
آسمان پر چاند ابھی نہیں نکلا تھا۔ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں
جھونپڑی کا دروازہ دھندلا دھندلا نظر آ رہا تھا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر مورتی چور زمین پر منہ کے بل لیٹ

گیا اور اس نے چھپکلی کی طرح دھیرے دھیرے رینگ کر آگے بڑھنا
شروع کر دیا۔اتفاق کی بات یہ تھی کہ جھونپڑی کا دروازہ نہیں تھا۔
صرف ایک کمبل تھا جو اس کے آگے لٹک رہا تھا۔مورتی رینگتا رینگتا
اس کمبل کے پاس پہنچ گیا۔اس نے زندگی میں بڑے بڑے ڈاکے
ڈالے تھے مگر اس کا دل کبھی اتنا نہیں گھبرایا تھا جتنا اس کا دل اس وقت
گھبرا رہا تھا۔بات ہی ایسی تھی وہ ایک ایسی چیز پر ڈاکہ ڈالنے جا رہا تھا
جو اسے بالکل نظر نہیں آتی تھی۔اگر اس کا اندازہ صحیح نکلا اور اس کا ہاتھ
ٹھیک نشانے پر پڑا تو پو بارہ ورنہ اس کی جان کی خیر نہیں تھی۔

منصوبہ اس کا یہ تھا کہ وہ اندازے کے مطابق آگے بڑھ کر بے
ہوش کر دینے والے سفوف کا رومال ماریا کی ناک پر رکھ دے گا۔
جب وہ بے ہوش ہو جائے گی تو اسے اٹھا کر لے آئے گا اور اس کی
مشکیں کس کر اور منہ کے گرد کپڑا باندھ کر اسے قید کر کے اپنے قبضے

میں کرے گا۔ وہ ایک رسی ماریا کے گلے میں باندھ رکھے گا جس کی
وجہ سے وہ اسے ہمیشہ دکھائی دیتی رہے گی۔ منصوبہ بڑا خطرناک تھا
اور مورتی کو یقین تھا کہ وہ اس میں ضرور کامیاب ہوگا اور اگر وہ ایک
دفعہ کامیاب ہو گیا تو پھر کوئی مشکل بات نہ تھی کہ وہ ہیروں کو بھی اپنے
قبضے میں کر لے گا۔

اگر اسے خطرہ تھا تو صرف یہ تھا کہ کہیں اس کا ہاتھ اوچھا نہ پڑ
جائے اور ماریا پرے لیٹی ہو اور وہ کسی اور جگہ رومال زور سے زمین پر
دے مارے۔ ایسی صورت میں ماریا چیخ مار کر سب کو جگا سکتی تھی اور
پھر عنبر اور ناگ سے کوئی مشکل نہ تھا کہ اسے وہیں قتل کر دیتے۔ اس
لیے مورتی چور بڑی احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ رینگتا ہوا آگے
بڑھ رہا تھا۔ جھونپڑی کے دروازے کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا۔ کمبل
اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا رہا تھا۔ اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا

تھا۔ اور دور پہاڑیوں کے پیچھے چاند کی روشنی ابھرنے لگی تھی۔ اس کا
مطلب یہ تھا کہ ابھی دم میں چاند نکلنے والا تھا۔ وہ چاند کی روشن پھیلنے
سے پہلے پہلے یہ سارا کام ختم کر دینا چاہتا تھا۔

مورتی نے ایک ہاتھ لیٹے لیٹے آگے بڑھا کر جھونپڑی کا پردہ ذرا
سا ہٹایا اور جھونپڑے کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر کونے میں ایک موم
بتی جل رہی تھی۔ جس کی دھیمی دھیمی روشنی میں مورتی نے دیکھا کہ
ایک طرف عنبر، ناگ سو رہے تھے اور دوسری طرف چینی لڑکی تھانگ
سو رہی تھی۔ ان سب نے اپنے اوپر کمبل ڈال رکھے تھے۔ مورتی نے
دیکھا کہ تھانگ سے ذرا ہٹ کر کوئی شخص سو رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی
ماریا ہے۔ کیوں کہ جھونپڑے کے اندر چوتھا انسان سوائے ماریا کے
اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کا دل خوشی سے دھڑکنے لگا۔ اس کی منزل
اس کے سامنے تھی اس نے دھیرے دھیرے بڑی احتیاط کے ساتھ

ماریا کی طرف رینگنا شروع کر دیا۔ وہ ماریا کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ قریب آ کر اس نے کان لگا کر سنا۔ کمبل کے اندر منہ چھپائے ماریا خراٹے لے رہی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔

مورتی کچھ دیر خاموش فرش پر اوندھے منہ لیٹا رہا۔ پھر اس نے ایک ہاتھ میں بے ہوشی کے سفوف والا رومال رکھا اور دوسرا ہاتھ آگے بڑھا کر بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے ماریا کے منہ پر سے کمبل ہٹا دیا۔

وہ یہ دیکھ کر حیران رک گیا کہ وہ کسی کا چہرہ نہیں تھا۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ یہاں ماریا ہی سو رہی ہے۔ چونکہ وہ غائب تھی اس لیے کسی کو نظر نہیں آ رہی تھی اور اس کا چہرہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اب وقت ضائع کرنا اپنی موت کو آواز دینے کے برابر تھا۔ مورتی نے اندازے کے مطابق بے ہوشی کے سفوف والا ہاتھ جلدی سے ماریا کے چہرے پر رکھ دیا اور پھر اسے دونوں ہاتھوں سے دبا دیا۔ ماریا اس کے ہاتھوں

کے نیچے مچھلی کی طرح تڑپی اور پھر بے جان ہو گئی۔ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

مورتی نے بڑی تیزی کے ساتھ اسے اٹھا کر کندھے پر رکھا اور اسی طرح رنگتا ہوا جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ باہر آ کر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ماریا اس کے کندھے پر پڑی تھی اور نظر نہیں آ رہی تھی۔ اسے اپنی زندگی کا ایک عجیب و غریب تجربہ ہو رہا تھا۔ ایک عورت کا پورا بوجھ اس کے کندھے پر پڑا ہوا تھا اور وہ عورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ماریا کو لے کر وہ ٹیلے کی اوٹ میں آ گیا۔ یہاں اس نے اسے زمین پر لٹا کر اس کے دونوں ہاتھ ایک مضبوط رسی سے اس کی پیٹھ پر باندھے۔ اس کے منہ کے گرد کپڑا لپیٹا تا کہ وہ ہوش میں آنے پر شور نہ مچا سکے اور ایک رسی اس کی کمر سے باندھ کر اپنی کمر سے باندھی اور بڑے مزے سے زمین پر لیٹ کر اپنی کامیابی پر خوش ہونے لگا۔ پھر

اچانک اسے خیال آیا کہ وہاں پر ٹھہرنا بڑی خطرناک بات ہوگی۔ صبح
صبح جب عنبر اور ناگ کو معلوم ہوگا کہ ماریا وہاں موجود نہیں ہے تو وہ
اس کی تلاش میں باہر نکلیں گے اور اردگرد علاقے کا چپہ چپہ چھان
ماریں گے۔ اس لیے اسے چاہیے کہ جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے دور
نکل جائے۔

اس خیال کے ساتھ ہی وہ اٹھا۔ اس نے بے ہوش ماریا کو گھوڑے
پر ڈالا۔ خود بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایڑ لگا کر دیوار چین کی
طرف مغربی گھاٹیوں میں سے ہو کر سفر کرنے لگا۔ وہ گھوڑے کو سر
پٹ دوڑا رہا تھا۔ گھوڑا پہاڑی ڈھلانوں اور چڑھائیوں پر سے ہوتا
ہوا ایک خالی میدان میں آ گیا۔ اس میدان میں سے گزر کر وہ ایک
چھوٹے سے پہاڑی نالہ کو عبور کر کے ایک جھیل کے پاس پہنچ گیا۔
جھیل کے ساتھ ساتھ ایک پتھریلی پگ ڈنڈی پہاڑ کا چکر کاٹ کر

دوسری طرف نکل گئی تھی۔ مورتی بغیر رکے سفر کرتا رہا اور جب سورج
کی روشنی چاروں طرف پھیلی تو وہ جھیل سے بہت دور نکل چکا تھا اور
دیوار چین اسے بہت قریب دکھائی دے رہی تھی۔

دن چڑھا تو سب سے پہلے تھانگ کی آنکھ کھلی۔ اس نے دیکھا
کہ ماریا کا کمبل ایک طرف پڑا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ ماریا باہر چشمے پر منہ
ہاتھ دھونے گئی ہوگی۔ اس نے عنبر اور ناگ کو بھی جگا دیا۔ اتنے میں
چینی بوڑھا ان کے لیے بکریوں کا دودھ اور ابلے ہوئے چاول لے کر
آ گیا۔ بوڑھا چلا گیا تو عنبر وغیرہ ماریا کا انتظار کرنے لگے کہ وہ آئے تو
سب مل کر ناشتہ کریں۔ مگر ماریا آ ہی نہیں رہی تھی۔ عنبر اور ناگ کو کچھ
فکر سا ہوا۔ وہ دونوں جھونپڑے سے باہر آ گئے۔ انہوں نے اصطبل
میں جا کر دیکھا تو ماریا کا گھوڑا اسی طرح بندھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب
یہ تھا کہ ماریا کہیں پاس ہی کسی جگہ گئی ہے۔ انہوں نے ماریا کو تلاش

کرنا شروع کر دیا۔ عنبر نے آوازیں بھی دیں۔ انہوں نے ارد گرد کا سارا علاقہ چھان مارا مگر ماریا کا کوئی نشان تک نہ ملا۔

ناگ نے کہا:

''ماریا کہاں جا سکتی ہے؟''

''یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے ہمیں ایک بار پھر اسے تلاش کرنا چاہیے۔''

اب تھانگ بھی ان کے ساتھ آ کر مل گئی۔ انہوں نے ایک بار پھر ماریا کی تلاش شروع کر دی۔ وہ ہر قدم پر ہر موڑ پر ماریا کو آواز دیتے مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آتا۔ دھوپ کافی نکل آئی تھی۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ مگر ماریا کہیں نہ مل رہی تھی۔ وہ تھک ہار کر جھونپڑے میں آ کر بیٹھ گئے۔ عنبر بڑا پریشان تھا کہ وہ بغیر کہے اور بتائے کس طرف نکل گئی؟

''وہ ضرور یہیں کہیں قریب ہی گئی ہے۔ ورنہ اس کا گھوڑا یہاں موجود نہ ہوتا۔''

تھانگ نے کہا:

''لیکن ہم نے تو ارد گرد کا سارا علاقہ چھان مارا ہے وہ کسی جگہ نظر نہیں آئی۔ اگر آس پاس کہیں ہوتی تو ہماری آوازوں کا جواب ضرور دیتی۔''

عنبر گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اسے ایک دم جادوگرنی کا خیال آ گیا۔ اس نے کہا:

''مجھے ڈر ہے کہیں ماریا کو کسی نے اغوا نہ کر لیا ہو۔''

ناگ بولا:

''وہ غائب رہی ہے۔ وہ تو کسی کو نظر نہیں آتی۔ پھر کوئی اسے کیونکر اغوا کر سکتا ہے؟''

یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اس کا وجود اس جگہ جہاں وہ غائب ہو موجود
رہتا ہے۔ اگر کوئی تیر چلائے تو تیر ماریا کو لگ سکتا ہے اور اگر کوئی
اندازہ لگا کر اس کا گلا دبانے کی کوشش کرے تو اس کا گلا بھی دبا سکتا
ہے۔ وہ غائب اسی وقت تک ہے جب تک کسی کو پتا نہیں چلتا کہ وہ
کہاں کھڑی ہے۔ اگر کسی کو پتہ چل جائے کہ ماریا اس جگہ بیٹھی یا
سو رہی ہے تو دشمن اس پر قابو ڈال سکتا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے اس کا
منہ بند کر کے اسے اغوا کر سکتا ہے۔''

ناگ کہنے لگا۔

''تو تمہارا مطلب یہ ہے کہ کسی نے ماریا کو سوتے میں اغوا کر لیا
ہے؟''

''ہاں! مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے۔ ذرا اس کمبل کی طرف
دیکھو۔''

سب ماریا کے دور پڑے کمبل کی طرف دیکھنے لگے۔ کمبل اس
طرح پڑا ہوا تھا جیسے کسی نے نوچ کر ایک طرف پھینک دیا ہو۔ صاف
معلوم ہوتا تھا کہ ماریا نے ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ عنبر کے خیال پر
سب کو یقین سا ہونے لگا کہ واقعی ماریا کو کسی نے سوتے میں منہ میں
کپڑا ٹھونس کر زبردستی اغوا کر لیا ہے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ اسے کس نے
اغوا کیا ہے؟ عنبر کو شک تھا کہ یہ کارستانی اسی مکار جادوگرنی کی ہے۔
اس نے اپنے کسی خاص آدمی کو بھیجا ہے جس نے آدھی رات کو سوتے
میں ماریا کو اغوا کر لیا۔ کیوں کہ جادوگرنی کو ماریا کے وجود کا احساس ہو
گیا تھا اور وہ اسے ہیروں کی چوری کے منصوبے کی راہ میں سب سے
بڑی رکاوٹ سمجھتی تھی۔

ناگ نے پوچھا:

''تو کیا مورتی چور نے ماریا کو اغوا کیا ہے؟ کیوں کہ جادوگرنی کا

وہی ایک آدمی چین کی طرف سفر کر رہا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مورتی نے شاید ماریا کو اغوا نہیں کیا۔ کیوں کہ وہ ہمارے کافی پیچھے سفر کر رہا ہے۔ یہ کسی ایسے آدمی کا کام ہے جس کو جادوگرنی نے اپنے جادو کے زور سے تیار کیا ہے۔"

تھانگ نے کہا:

عنبر بھائی! میرا تو دل کہتا ہے کہ یہ کام اسی مورتی چور کا ہے۔ وہ ہمارے پیچھے ایک منزل کے فاصلے پر سفر کر رہا تھا اسے جادوگرنی نے ہمارے اور ماریا کے بارے سب کچھ بتا دیا تھا۔ ایک رات کے سفر کے بعد وہ ہمارے پاس پہنچ سکتا تھا۔۔"

ناگ بولا:

"تھانگ ٹھیک کہتی ہے عنبر! مورتی چور کے سوا اور کوئی شخص یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس نے ایک رات آرام کرنے کی بجائے مسلسل سفر کیا اور یوں وہ ہمارے قریب پہنچ گیا۔ آدھی رات کو وہ رینگتا ہوا ہمارے جھونپڑے میں آیا اور کمبل کی وجہ سے وہ ماریا کے پاس پہنچ گیا۔ اگر ماریا کے اوپر کمبل نہ ہوتا تو وہ کبھی ماریا کے وجود کو نہ پہچان سکتا تھا کیوں کہ پھر تو ماریا نظر ہی نہ آتی۔"

عنبر نے سر ہلا کر کہا:

"میرا ابھی اب یہی خیال ہے کہ سارا کام جادوگرنی نے مورتی چور ہی سے کروایا ہے۔ اب کیا کرنا چاہیے۔ ہمارے لیے یہی سوچنا ہے۔ کیا ہم یہاں رہ کر ماریا کے واپس آنے کا انتظار کریں یا آگے چلیں۔ کیوں کہ مجھے یقین ہے کہ جونہی ماریا کو تھوڑا سا موقع ملا۔ وہ مورتی کی قید سے آزاد ہو کر اسے قتل کر کے واپس اسی جھونپڑی میں

پہنچ جائے گی۔"

ناگ نے کہا:

"اس کی کیا خبر ہے کہ وہ کب مورتی چور کی قید سے آزاد ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے موتی نے کسی دوائی سے ماریا کو بے ہوش کر رکھا ہو اسے دوسرے روز جا کر ہوش آئے۔"

عنبر کہنے لگا:

"میرا اپنا بھی یہی خیال ہے کہ ماریا کو کسی تیز دوائی سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ ناممکن تھا کہ وہ چیخ مار کر ہمیں بیدار نہ کرتی۔ بے ہوشی کی دوا اس قدر تیز اور جلدی اثر کرنے والی تھی کہ وہ ایک دم بے ہوش ہو گئی۔ اسے اتنی مہلت ہی نہ مل سکی کہ وہ شور مچا کر ہمیں بیدار کر سکتی۔"

ناگ بولا:

"میرا تو خیال ہے کہ ہمیں اس جگہ ٹھہر کر انتظار کرنے کی بجائے آگے بڑھ کر ماریا کا پیچھا کرنا چاہیے۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ مورتی اسے اغوا کر کے بھاگا ہے تو ابھی راستے میں ہی ہو گا۔ وہ واپس تو جائے گا نہیں۔ وہ بھی چین کی طرف سفر کر رہا ہے۔ ہم اگر تیزی کے ساتھ سفر کریں تو دیوار چین کے پاس اسے پکڑ سکتے ہیں۔"

تھانگ نے کہا:

"عنبر بھائی! آپ اپنے بہرام جن سے مدد کیوں نہیں مانگتے۔ یہ تو ہماری ایک پیاری بہن کی زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔"

ناگ نے کہا:

"ہاں عنبر! بہرام کو بلا کر اس سے پوچھو تو سہی کہ ماریا کہاں ہے؟ اور اسے کون اٹھا کر لے گیا ہے۔"

عنبر، بہرام کو بلانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں تھا

کہ یہ اس کی بڑی ہی پیاری بہن کی زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔

چنانچہ وہ تیار ہو گیا۔ اس نے جھونپڑی کے آگے کمبل ڈال کر آنکھیں بند کیں اور بہرام جن کو آواز دی۔

''بہرام! تم جہاں بھی ہو میرے پاس آ جاؤ۔ بہرام! جہاں کہیں بھی ہو، تھوڑی دیر کے لیے آ کر میری سن جاؤ۔''

چار پانچ مرتبہ یہی جملہ دہرانے کے بعد عنبر نے محسوس کیا کہ بہرام جن اس کے پاس کھڑا ہے۔ کیونکہ عنبر نے بہرام کے جسم کی گرمی کو محسوس کیا تھا۔ اس گرمی کو سب نے محسوس کیا تھا۔ جھونپڑے کے اندر کی سردی کم ہو گئی تھی۔ بہرام نے کہا:

''میں حاضر ہوں میرے آقا! فرمائیے آپ نے مجھے کس لیے یاد فرمایا؟''

عنبر نے کہا:

''بہرام! ہماری بڑی اچھی بہن ماریا گم ہو گئی ہے۔''

بہرام جن نے مسکرا کر کہا:

''مگر حضور! وہ تو پہلے بھی گم ہی تھی۔ وہ تو کسی کو بھی نظر نہیں آتی تھی۔''

عنبر بولا:

ٹھیک ہے۔ لیکن اس کو کسی نے سوتے میں اغوا کر لیا ہے۔ میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسے کس نے اغوا کیا ہے اور اب وہ کس مقام پر ہے۔''

بہرام جن ادب سے جھک گیا اور پھر بولا:

''غیب کا علم مجھے نہیں ہے۔ میں یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ ماریا کو کس نے اٹھایا؟ اور اسے اٹھانے والا اس وقت کہاں ہے؟ ہاں میں یہ کر سکتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں کہ ماریا فلاں جگہ پر ہے۔ وہاں سے

میں اسے اٹھا کر لے آؤں گا۔ یہاں میں مجبور ہوں اور ایک گزارش
میں بھی کروں گا کہ برائے مہربانی مجھے بار بار نہ بلایا کریں کیوں کہ
مجھے اور بھی بہت سے لوگوں کی خدمت کرنی ہوتی ہے۔ اگر آپ کو
میری اتنی ہی ضرورت ہے تو مجھے حکم کریں میں سب کی نوکری چھوڑ کر
آپ کے پاس آ جاؤں گا۔"

عنبر کو خوب معلوم تھا کہ اگر بہرام سب کی خدمت چھوڑ کر صرف
اس کے در پر آن کر بیٹھا گیا تو وہ اس کے لیے عذاب بن جائے گا۔
کیوں کہ وہ ہر وقت اسے یہی کہتا رہے گا کہ سرکار! کوئی کام بتائیں؟
جن نچلے نہیں بیٹھ سکتے۔ اس خیال سے عنبر نے کہا:

"نہیں! نہیں بہرام! تمہارا شکریہ! اگر تمہیں نہیں معلوم کہ ماریا
کہاں ہے تو کوئی بات نہیں۔ ہم خود معلوم کر لیں گے۔ تمہاری
تشریف آوری کا بہت بہت شکریہ! اب تم چاہو تو جا سکتے ہو۔"

"جو حکم میرے آقا! میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں۔"

بہرام جن نے سلام کیا اور چلا گیا۔

سب آپس میں سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور مشورہ کرنے لگے کہ کیا کیا
جائے؟ آخر یہی طے پایا کہ وقت ضائع کرنے کی بجائے اٹھ کر آگے
بڑھا جائے اور ماریا کا تعاقب کیا جائے۔

"مورتی کو ہم دیوارِ چین تک پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ سکتے ہیں۔ وہ
ہم سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا۔"

"ایسا ہو نہیں سکتا کہ اس نے ماریا کو کسی دوسرے ڈاکو کے ہاتھ
واپس روانہ کر دیا ہو۔ کیوں کہ دوسرے ڈاکو کو بھی یہاں آنے میں چھ
دن لگتے ہیں۔"

آخر انہوں نے سامان باندھ کر گھوڑوں پر رکھا۔ بوڑھے چینی کی
مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا اور جھونپڑی سے نکل کر دیوارِ چین کی

طرف چلنے لگے۔ یہاں زمین پتھریلی ہوگئی تھی۔ چاروں طرف
ڈھلانوں اور چڑھائیوں پر پتھر ہی پتھر بکھرے پڑے تھے۔ ایک جگہ
عنبر نے جھک کر زمین پر گرا ہوا لوہے کا ایک بُندہ اٹھایا۔

''یہ تو ماریا کا ہے۔''

''ہم ٹھیک راستے پر جارہے ہیں عنبر بھائی! ماریا کو اغوا کر کے اسی
راستے سے چین لے جایا جارہا ہے۔''

انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور گھوڑے سرپٹ دوڑنے لگے۔

دیوارِ چین

مورتی چور پوری رات اور پورا دن سفر کرتا رہا۔

شام کو ماریا ہوش میں آنے لگی تو اس نے پھر وہی زرد سفوف
رومال میں ڈال کر سنگھا دیا۔ وہ پھر بے ہوش ہوگئی۔ رات کو تھوڑی دیر
کے لیے وہ ایک جگہ رکا۔ اس نے ماریا کی مشکیں کھول دیں۔ اسے
ڈھیلا ڈھالا کر کے زمین پر لٹا دیا اور اس کے ہاتھ اور پاؤں دابے
تا کہ اس کے جسم میں خون کا دوران صحیح رہے۔ اس کے حلق میں

اس نے دوبارہ اس کے ہاتھ رسی سے باندھے۔ رسی اپنی کمر کے گرد باندھی اور گھوڑے پر سوار ہو کر رات کے اندھیرے میں ہی آگے چل پڑا۔ وہ عنبر اور ناگ کے تعاقب سے بچنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کتنی جلدی ہو سکے ان کی زد سے دور بھاگ جائے اور ملک چین کے اندر داخل ہو جائے۔ چین میں داخل ہو کر وہ بڑی آسانی سے کیتھے اپنے ساتھی کے گھر پہنچ سکتا تھا۔

دوسرے روز دن چڑھا۔ چاروں طرف روشنی پھیلی تو دیوار چین تھوڑے فاصلے پر اسے صاف نظر آ رہی تھی۔ اب ایک بہت بڑا مرحلہ اس کے سامنے تھا اور یہ مرحلہ دیوار چین عبور کرنا تھا۔ اس نے ایک جگہ رک کر جھولے میں سے سوداگروں کا لباس نکال کر پہن لیا۔ اب وہ بالکل ایک ہندی سوداگر معلوم ہوتا تھا۔ اسی روپ میں اس نے ماریا کو گھوڑے پر اپنے پیچھے الٹا لٹا دیا۔ خود آگے بڑھ گیا اور دیوار کی

پہلی چوکی کی طرف بڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ چوکی کے قریب جا رہے تھے اسے دیوار پر گشت کرتے ہوئے چینی سپاہی صاف نظر آنے لگے تھے۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ پاس ہی ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ جس کے باہر چار چینی سپاہی آمنے سامنے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ مورتی آہستہ آہستہ گھوڑے کو چلاتا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اب وہ دیوار کے بالکل پاس ہی تھا۔ دیوار پر گشت کرتے سپاہیوں نے اسے دور سے دیکھ کر کہا:

"کون ہو تم؟"

مورتی وہیں ٹھہر گیا اور مسکرا کر بولا:

"میں ایک ہندی تاجر ہوں۔"

سپاہیوں نے کہا:

"نیچے آ جاؤ۔"

مورتی دیوار کے نیچے اس جگہ آ گیا جہاں دروازے پر پہرہ لگا ہوا
تھا چاروں چینی سپاہیوں نے مورتی کو گھیر لیا۔ اسے سب سے بڑا
خطرہ یہ تھا کہ کہیں کوئی سپاہی اس کے گھوڑے کی پیٹھ پر ہاتھ نہ پھیرنا
شروع کر دے۔ کیوں کہ پیچھے اس نے بے ہوش ماریا کو لٹا رکھا تھا۔
اگر چہ وہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ لیکن اسے ہاتھ لگانے پر بڑی آسانی سے
محسوس کیا جا سکتا تھا۔ اس نازک اور خطرناک مرحلے سے بچنے کے
لیے مورتی چور گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ اور اس نے کمر کے ساتھ
بندھی ہوئی رسی کھول کر گھوڑے پر ہی ڈال دی۔ سپاہیوں کے پاس
آ کر وہ ہاتھ جوڑ کر جھک گیا اور بولا:

”حضور! میں ایک ہندی سوداگر ہوں۔ سوداگری کرنے کی
خواہش لے کر آپ کے عظیم الشان ملک میں آیا ہوں۔ اگر آپ مجھے
اپنے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دے دیں تو میں آپ کے

بچوں کو دعائیں دوں گا اور سوداگری کر کے آپ کے ملک کا نام روشن
کروں گا۔“

مورتی چور نے کچھ ایسی چکنی چپڑی باتیں کیں کہ سپاہی اس کی
باتوں میں آ گئے۔ ویسے بھی اس زمانے میں سرحدوں پر اس قدر
پابندیاں ہوتی تھیں اور سوداگروں کو تجارت کرنے کی بہت آزادی
ہوتی تھی۔ سپاہیوں نے مورتی چور سے پوچھا:

”تم اکیلے کیوں سفر کر رہے ہو؟“ ”سوداگر تو تجارتی قافلوں کے
ساتھ سفر کرتے ہیں؟“

مورتی نے ہوشیاری سے کہا:

حضور! میں جڑی بوٹیوں کا سوداگر ہوں۔ میں اگر قافلے کے
ساتھ سفر کروں تو جنگل جنگل گھوم پھر کر جڑی بوٹیاں اکٹھی نہیں کر
سکتا۔ اس لیے مجھے اکیلا ہی سفر کرنا پڑتا ہے۔“

سپاہیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا:

"ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔"

مورتی کی جان میں جان آئی۔ اس نے جھک کر تمام سپاہیوں کو باری باری سلام کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چھوٹے دروازے کی سرنگ میں سے گزرنے لگا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ مگر جگہ جگہ مشعلیں روشن تھیں۔ آخر وہ سرنگ میں سے باہر چمکیلی دھوپ میں نکل آیا۔۔۔

وہ ملک چین کی سرزمین میں داخل ہو چکا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ یہاں ہر شے پر ایک خاص قسم کی چمک دمک تھی۔ جنگلی پھولوں کا رنگ شوخ تھا اور وہ ہوا میں جھوم رہے تھے۔ گہرے نیلے آسمان پر سفید کبوتر چکر لگا رہے تھے۔ وہ بڑا خوش ہوا۔ یہاں سے ایک کافی چوڑی پتھریلی سڑک چین کے دارالحکومت کیتھے کی طرف چلی گئی تھی۔ مورتی اس سے پہلے بھی چین آ چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس سڑک پر تین

دن سفر کرنے کے بعد وہ کیتھے پہنچ جائے گا۔ اس نے گھوڑے کو کیتھے جانے والی سڑک پر ڈال دیا۔

سارا دن وہ سفر کرتا رہا۔ رات کو اس نے ایک جگہ قیام کیا۔ ماریا کے ہاتھ کھول کر اس کے بازوؤں اور پاؤں کی مالش کی۔ اس کے حلق میں خوراک ٹپکائی۔ اسے پانی پلایا اور تھوڑا سا سفوف رومال پر ڈال کر اسے ایک بار پھر سنگھا کر بے ہوش کر دیا۔ دراصل وہ ماریا کو ہوش میں لانے کا خطرہ راستے میں مول نہیں لے سکتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کیتھے اپنے دوست کی حویلی میں پہنچ کر اسے بے شک ہوش آ جائے۔ وہ ماریا کو اس وقت تک اپنے پاس قید میں رکھنا چاہتا تھا جب تک کہ وہ شاہی محل سے ہیرے چرا کر نہیں لے آتا۔

پُر اِسرار مکڑا

مورتی چور ملک چین کی سرحد میں داخل ہو چکا تھا۔

دوسری طرف عنبر، ناگ اور تھانگ بھی چین کی طرف بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ انہیں ماریا کے پاؤں سے گری ہوئی جوتی ملی۔ اس جوتی سے انہیں یقین ہو گیا کہ ماریا کو جس کسی بھی اغوا کیا ہے وہ ملک چین کی طرف ہی اسے لے جا رہا ہے۔ وہ سفر کرتے رہے۔ اب ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ چین پہنچ کر سب سے پہلے ماریا کی تلاش کریں اور تھانگ کو اس کے ماں

باپ کے گھر پہنچا دیں۔ ماریا کی گمشدگی کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھے۔ عنبر بہت اداس تھا۔ ناگ بھی دن میں کئی بار اپنی بہن ماریا کو یاد کرتا تھا۔ وہ انہیں اپنی بہنوں کی طرح عزیز تھی۔ اس نے اپنے بھائیوں عنبر اور ناگ کے ساتھ مصیبت کے کئی وقت گزارے تھے۔ خوشیاں بھی اکٹھے دیکھی تھیں اور غم بھی ایک ساتھ اٹھائے تھے۔

وہ برابر منزلوں پر منزلیں طے کرتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ آخر وہ اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں پہاڑ کے دامن میں ایک بہت بڑی جھیل تھی۔ اس جھیل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے عنبر ناگ اور تھانگ پہاڑ کے درے میں سے گزر کر دوسری جانب نکل گئے۔ اب دیوار چین ان کے بالکل سامنے تھی۔ تھانگ نے دیوار چین کو دیکھا تو وہ بڑی خوش ہوئی۔ اس کا وطن آ گیا تھا۔ اگر ڈاکو اسے لے جاتے اور عنبر اور ماریا اس کی مدد نہ کرتے تو وہ زندگی میں پھر شاید کبھی اپنے پیارے وطن

چین کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ اس وقت تھانگ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یہ سوچ کر کہ جس لڑکی نے اسے بچایا تھا۔ وہ خود اس وقت مصیبت میں گرفتار تھی اور خدا جانے کن برے حالات میں چین کی طرف سفر کر رہی تھی۔ تھانگ نے عنبر سے کہا:

"عنبر بھائی! کاش اس وقت ماریا بہن بھی ہمارے ساتھ ہوتی۔ پھر وہ دیوار چین کو دیکھ کر بے حد خوش ہوتی۔"

عنبر کہنے لگا:

تھانگ بہن! خدا کی مدد ہمارے ساتھ رہی تو ہم ماریا کو ضرور حاصل کر کے رہیں گے۔ اس دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے، جو ہم سے ہماری پیاری بہن کو چھین لے۔ چین پہنچ کر ہم سب سے پہلے ماریا کو تلاش کرنے کی سر توڑ کوشش کریں گے۔"

"اور ہم اپنی کوشش میں ضرور کامیاب ہوں گے۔"

ناگ نے جملہ مکمل کرتے ہوئے کہا۔ وہ سب ہی خوش تھے اور سب ہی اداس بھی تھے۔ ماریا بہن انہیں بہت یاد آ رہی تھی۔ بہر حال چین کی سرحدی دیوار دیکھ کر انہیں یہ اطمینان ضرور ہو گیا کہ وہ اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ انہیں اس بات کی بھی خوشی تھی کہ ماریا اسی جگہ موجود ہے جہاں وہ جا رہے ہیں۔ وگرنہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ مورتی چور یا کوئی دوسرا ڈاکو ماریا کو اٹھا کر کسی دوسرے ملک کی طرف لے جاتا۔ ایسی صورت میں ان کے لیے بڑی مشکل ہو جاتی۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔ انہیں بھوک لگی اور وہ ایک چھوٹی سی شفاف ندی کے کنارے بیٹھ گئے۔ انہوں نے گھوڑوں کو بھی کھلا چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ جی بھر کر ہری ہری گھاس کھائیں اور ندی کا پانی پئیں۔ خود بھی انہوں نے جوار کی روٹی کھائی، پانی پیا، تازہ دم ہوئے اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد منہ ہاتھ دھو کر گھوڑوں پر سوار ہو کر دیوار چین کی طرف چل پڑے۔

دیوارِ چین کے قریب پہنچ کر انہیں اور پرگشت کرتے سپاہی دکھائی دینے لگے۔ چوکی کے قریب بڑے دروازے کے پاس پہنچ کر وہ رک گئے۔ سپاہیوں نے ان کے پاس آ کر غور سے دیکھا۔ ایک سپاہی نے پوچھا۔

''تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟''

عنبر نے آگے بڑھ کر چینی سپاہیوں کو سلام کیا اور کہا:

''ہم سوداگر ہیں۔ گرم کپڑے کی تجارت کرتے ہیں اور اسی غرض کے ساتھ چین آئے ہیں۔ ہم یہاں رہ کر تجارت کرنا چاہتے ہیں۔''

سپاہی نے کہا:

''یہ چینی لڑکی تمہارے ساتھ کیسے آ گئی؟''

عنبر نے کہا:

''یہ ایک غم نصیب اور مصیبت کی ماری لڑکی ہے اس کا نام تھا نگ

ہے۔ اسے ڈاکو اٹھا کر لے گئے تھے کہ ہم نے انہیں قتل کر کے اس معصوم لڑکی کو چھڑایا۔ اس کا باپ شنگھائی میں رہتا ہے۔ ہم شنگھائی جا کر اس لڑکی کو اس کے ماں باپ کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔''

چینی سپاہی بڑے خوش ہوئے۔ کہ ایک غیر ملک کے رہنے والے نے ان کی ایک چینی لڑکی کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا اور کہا:

''تم لوگ ہمارے دوست ہو۔ تم ہمارے ملک میں داخل ہو سکتے ہو۔''

''شکریہ آپ کا، بہت بہت شکریہ۔''

اندر داخل ہونے سے پہلے سپاہیوں نے چینی زبان میں گفتگو کی۔ اس سے پوچھا کہ کہیں یہ لوگ اسے اغوا کر کے تو نہیں لے جا رہے؟ جو یہ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے نا؟

تھا نگ نے انہیں چینی زبان میں ہی بتایا کہ عنبر اور ناگ واقعی اس
کے بھائی ہیں اور انہوں نے اسے ڈاکوؤں سے بچایا ہے اور اب
ساتھ لے کر اس کے ماں باپ کے گھر لے جا رہے ہیں۔ وہ دیوار
چین کے دروازے میں داخل ہو کر ڈیوڑھی میں آگئے۔ یہاں سے
گزر کر وہ چین کی سرزمین کر اندر داخل ہو گئے۔ تھا نگ نے اپنے
وطن کی زمین پر قدم رکھتے ہی سجدہ کر کے اپنے خدا کا شکر ادا کیا۔ اس
کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے۔ اب وہ اپنے وطن میں تھی اور
اسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس نے عنبر سے کہا:

عنبر بھائی! میں جس زبان میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کروں۔
آپ نے مجھ پر ایک ایسا احسان کیا ہے سے میں ساری زندگی نہیں
بھلا سکوں گی۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنے وطن میں کبھی نہیں پہنچ
سکتی تھی۔"

عنبر نے کہا:

"تھا نگ بہن! ہم نے جو کچھ کیا اپنا انسانی فرض ادا کیا ہے۔
تمہاری جگہ کوئی دوسری لڑکی بھی مصیبت میں گرفتار ہوتی تو ہم اس کی
بھی ضرور مدد کرتے۔"

"تم لوگ بہت نیک ہو میں تمہیں اپنے وطن کی زمین پر کھڑی ہو
کر سلام کرتی ہوں۔ دنیا میں اگر تم ایسے بہادر، دلیر اور نیک نوجوان
ہوں تو کسی کی بیٹی اور بہن کو کبھی کوئی مصیبت نہیں آسکتی۔"

اسی طرح آپس میں بھائی بہنوں کے پیار کی باتیں کرتے ناگ،
عنبر اور تھا نگ گھوڑوں پر سوار چین کے ملک میں سفر کرتے رہے۔
تھا نگ نے انہیں بتایا کہ اگر وہ کیتھے یعنی چین کے دار الحکومت جانا
چاہتے ہیں تو وہ ٹھیک سڑک پر جا رہے ہیں۔ اور اگر ان کا خیال پہلے
اس کے ماں باپ کے گھر شنگھائی جانے کا ہے تو انہیں ایک دن اور

ایک رات کے سفر کے بعد راستہ بدل دینا ہوگا۔ اس سوال پر عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھائی کیوں نہ ہم تھانگ بہن کو پہلے اس کے ماں باپ کے پاس چھوڑ آئیں اور بہن ماریا کی پھر تلاش کریں؟"

تھانگ فوراً بولی:

"نہیں نہیں عنبر بھائی! آپ میرا خیال نہ کریں۔ سب سے پہلے ماریا بہن کی فکر کریں۔ اسے تلاش کریں۔ اسے دوبارہ حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔"

عنبر نے کہا:

تھانگ بہن! تم محسوس نہیں کر سکتیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہم تمہاری ذمہ داری سے فارغ ہونا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ماریا کی تلاش میں تم بھی ہمارے ساتھ ماری ماری پھرتی رہو۔ اس طرح

تمہیں بھی تکلیف ہوگی اور ہمارے کام میں بھی رکاوٹ پڑے گی۔ اس لیے تمہیں میرا مشورہ یہی ہے کہ ہمیں اجازت دو پہلے ہم تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آئیں۔"

ناگ نے حامی بھرتے ہوئے کہا:

"عنبر کا خیال درست ہے تھانگ بہن! تمہارے لیے یہی مناسب ہے کہ تم اپنے گھر جا کر آرام کرو۔ ہمیں جیسے ہی ماریا ملے گی اسے خود لے کر تمہارے پاس آ جائیں گے۔"

تھانگ نے غم زدہ آواز میں کہا:

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ ماریا کو لے کر میرے غریب خانے پر آؤ گے؟"

عنبر نے زور دے کر کہا:

ہم پکا وعدہ کرتے ہیں کہ جیسے ہی ماریا ملے گی ہم اسے لے کر

تمہارے گھر پر ضرور آئیں گے۔ تم بالکل بے فکر رہو۔"

"اچھا تو پھر میں پہلے گھر جانے پر تیار ہوں۔"

شاباش! اچھی بہنیں وہی ہوتی ہیں جو اپنے بڑے بھائیوں کا کہنا مان لیں۔ تم واقعی ہماری بڑی اچھی بہن ہو۔

یہ طے کر کے کہ تھانگ کو پہلے اس کے گھر میں اس کے ماں باپ کے حوالے کیا جائے گا۔ عنبر اور ناگ نے شنگھائی کو ذہن میں رکھ کر سفر شروع کر دیا۔ اب وہ ایک سرسبز و شاداب میدانی علاقے میں سے گزر رہے تھے جہاں کہیں کہیں گندم اور جوار کے کھیت صبح کی ہوا میں لہرا رہے تھے۔ موسم بڑا خوش گوار ہو گیا تھا۔ دھوپ کی وجہ سے سردی کم ہو چکی تھی۔ چین کی زمین بہت ہری بھری اور خوب صورت تھی۔ پہاڑ چٹانوں کی طرح اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ چٹانوں پر درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔ یہ سب کچھ انہیں جنت کے ایک ٹکڑے کی طرح

معلوم ہو رہا تھا۔ وہ بڑے ہشاش بشاش ہو کر سفر کر رہے تھے۔ جگہ جگہ انہیں ندیاں اور پہاڑی نالے مل رہے تھے۔ ان کا پانی میٹھا اور شفاف تھا۔

سارا دن وہ سفر کرتے رہے۔ جس سڑک پر وہ جا رہے تھے وہ پتھر کی بنی ہوئی تھی۔ اس کی دونوں جانب چیڑ اور چیری کے درخت اُگے ہوئے تھے۔ سڑک پر ان درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں پھیلی ہوئی تھی۔ راستے میں انہیں کچھ گھوڑ سوار بھی ملے جو پیکنگ کی جانب سے دیوارِ چین کی چوکی کی طرف جا رہے تھے۔ ایک رہڑہ گاڑی ملی جس پر سپاہیوں کے لیے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا تھا۔ انہوں نے سپاہیوں کو سلام کیا جس کا جواب چینی سپاہیوں نے خندہ پیشانی سے دیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ چینی سپاہی بڑے ہنس مکھ اور خوش اخلاق ہیں۔ عنبر نے آج تک ایسے ہنس مکھ اور خوش اخلاق سپاہی نہیں دیکھے

تھے اس کا ہمیشہ سے اکھڑ اور بدمزاج سپاہیوں سے ہی پالا پڑا تھا۔

سفر کرتے کرتے انہیں رات ہونے لگی۔ پہاڑی میدان میں اندھیرا پھیلنے لگا۔ تھانگ نے کہا کہ اس سڑک کے کنارے کچھ فاصلے پر چونگ پیانگ نام کا ایک گاؤں آتا ہے وہ اس گاؤں کی سرائے میں رات بسر کر سکتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد یہ قافلہ گاؤں کی سرائے پر پہنچ گیا۔ سرائے کے بوڑھے چینی مالک نے مسکراتے ہوئے عنبر، ناگ کا خیر مقدم کیا اور بولا:

''آپ کی تشریف آوری کا شکریہ! فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ اس وقت میرے پاس دیہاتی مرغابیوں کے تازہ بنے ہوئے تکے اور کباب موجود ہیں جو آپ کی خدمت میں سفید چاولوں کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں۔''

عنبر نے کہا:

''شکریہ بڑے میاں! ہم آپ کی مہمان نوازی سے بیحد خوش ہوئے ہیں۔ لیکن کھانے کے علاوہ ہمیں رات بسر کرنے کے لیے جگہ بھی چاہیے۔ جہاں ہم تینوں بہن بھائی آرام کر سکیں۔''

بوڑھے چینی نے سر ہلا کر کہا:

''میری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے اس ناچیز غریب کی سرائے کو رات بسر کرنے کے لیے چنا۔ میں آپ کی خدمت میں اپنی سرائے کا سب سے آرام دہ کمرہ پیش کروں گا۔ میرے ساتھ تشریف لائیے۔''

بوڑھا چینی عنبر اور تھانگ کو لے کر سرائے کے سب سے آرام دہ کمرے میں لے آیا۔ یہ ایک لمبا چوڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بخارچی میں آگ جل رہی تھی۔ زمین پر گھاس کے اوپر گرم گدیلے بچھے تھے۔ گرم لحاف بھی ایک طرف تہہ کیے رکھے تھے۔ کمرہ گرم اور پرسکون تھا۔ عنبر اور ناگ بے حد خوش ہوئے۔ ایک مدت

کے بعد انہیں اس قسم کا کمرہ مل رہا تھا۔ انہوں نے کہا:

بڑے میاں! ہم آپ کا پہلے ہی سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں اس سرائے کا سب سے عمدہ کمرہ آرام کرنے کے لیے دیا۔ بس اب ہمیں کھانے کے لیے مرغابی کے کباب اور چاول بھجوادیں۔ ہمیں سخت بھوک لگی ہے۔"

"فکر نہ کرو میرے بچو! میں ابھی کھانا لے کر آتا ہوں۔"

بوڑھا چینی چلا گیا۔

عنبر اور ناگ نے تھانگ کے ساتھ مل کر لحاف کھول کر ایک طرف رکھ دیئے اور جوتے اور گرم پوششیں اتار کر گرم پانی سے غسل کیا۔ پھر بخاری کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ خدا جانے وہ بے چاری کس حال میں ہے؟ اسے بھی اس طرح کا گرم کمرہ اور مرغابی کا گوشت نصیب ہے یا نہیں؟ اتنے میں بوڑھا

چینی اندر داخل ہوا۔ اس نے نوکر کے سر پر کھانے کا تھال اٹھوا رکھا تھا۔ کھانے میں سے گرم گرم بھاپ نکل رہی تھی۔ نوکر نے فرش پر دسترخوان بچھا کر کھانا لگا دیا۔ وہ کھانا کھانے اور باتیں کرنے لگے۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد ہن قوم کی باتیں شروع ہو گئیں جو چینی قوم کی دشمن تھی اور جس کے حملوں سے تنگ آ کر دیوار چین بنائی گئی تھی۔

چینی بوڑھے نے کہا:

"ہن قوم ہماری سب سے بڑی دشمن ہے۔ وہ ایک غریب اور سست قوم ہے۔ وہ ڈاکے مار کر لوٹ مار کر کے زندگی بسر کرنے کی عادی ہے۔ جب کہ ہم چینی ایک محنت کش اور جفاکش قوم ہیں۔ ہم دھوپ میں اور سخت سردی میں محنت کر کے اپنے کھیتوں میں فصل اگاتے ہیں۔ پتھر کاٹ کر نہریں جاری کرتے ہیں۔ اس لیے ہم خوش حال ہیں۔ ہن قوم کو ہماری خوش حالی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ پس وہ

چاہتی ہے کہ چین پر قبضہ کرلیا جائے۔لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔اس
لیے کہ ہم اپنی حفاظت کرنا خوب جانتے ہیں۔اس کے علاوہ ہمارا
آپس میں اتحاد بہت ہے اور جس قوم کا آپس میں اتحاد ہو وہ کبھی دشمن
سے شکست نہیں کھایا کرتی۔''

عنبر نے کہا:

''بڑے میاں! ہم آپ کی زبان سے چینی قوم کی ایمانداری،
اتحاد اور محنت کشی کی باتیں سن کر بڑے متاثر ہوئے ہیں۔خدا کرے
کہ دنیا کی دوسری قومیں بھی آپ سے سبق حاصل کریں۔کیوں کہ
آپ ایسی قومیں اگر سب ہو جائیں تو اس دنیا میں کہیں کوئی جنگ ہو
اور نہ کہیں کوئی شخص بھوکوں مرے۔پھر دنیا میں ہر طرف خوش حالی ہی
خوش حالی ہو جائے۔''

بوڑھا بولا:

''بالکل ٹھیک ہے آپ کا خیال۔ہم اس خیال پر عمل کرتے ہیں۔
ہم امن سے رہتے ہیں اور کسی کو تنگ نہیں کرتے۔اس لیے ہم چاہتے
ہیں کہ ہمیں بھی کوئی تنگ نہ کرے۔لیکن جب کوئی فساد کرنے والی
قوم ہم پر چڑھائی کرتی ہے تو ہم اپنے وطن کی اپنی جان دے کر بھی
حفاظت کرتے ہیں۔ہن قوم ہماری اس لیے دشمن قوم ہے کہ اس نے
کبھی ہماری طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا۔بلکہ ہماری دوستی کو ٹھکرایا
ہے۔اب ہم نے ایک ایسی دیوار کھڑی کر دی ہے۔جس کو عبور کرنا
بڑا مشکل ہے۔پھر بھی ہن قوم کے گوریلے ہمارے شہروں میں چھپ
چھپ کر پھرتے رہتے ہیں۔وہ ہماری نہروں اور پتھروں کے پلوں کو
توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔پکڑے جاتے ہیں تو خودکشی کر لیتے
ہیں۔آج کل وہ ہمارے بادشاہ کے بیٹے یعنی ولی عہد وانگ لنگ کو قتل
کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔''

ناگ نے پوچھا:

''کیا ولی عہد حال ہی میں پیدا ہوا ہے۔''

بوڑھا کہنے لگا:

''ہاں بیٹا! ولی عہد وانگ کی عمر دو برس ہے۔ وہ ہمارے بادشاہ فومانچو کے بعد تخت پر بیٹھے گا اور یوں بادشاہ کی سلطنت چلتی رہے گی۔ ملکہ بھی بے حد خوش ہے کہ اس کی گود بھی ہری ہوئی اور بادشاہ کی سلطنت کا چراغ بھی گل ہونے سے بچ گیا۔ کیوں کہ اگر بادشاہ کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوتا تو اس کے بعد اس کی سلطنت وزیروں اور سپہ سالاروں نے آپس میں بانٹ ڈالنی تھی۔ اس کے علاوہ وہ بادشاہ اب ملکہ کا بھی خاص خیال رکھنے لگا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے وہ اس کی ذرا بھر پروا نہیں کرتا تھا اور دوسری شادی کرنے کی فکر میں تھا خدا کا شکر ہے کہ ہماری ملکہ سلامت کو پھر سے ان کا جائز اور باعزت مقام

ملا۔ لیکن یہ دشمن قوم ہن ہم سے بدلہ لینے کی فکر میں رہتی ہے۔۔۔۔ اور ہمارے ولی عہد وانگ کو قتل کرنے کے آئے دن منصوبے بناتی رہتی ہے۔ مگر ہم اپنے دشمنوں کو ہمیشہ شکست دیں گے کیوں کہ ہم اپنے وطن سے پیار کرتے ہیں۔''

عنبر اور ناگ سرائے کے بوڑھے چینی مالک کی حب الوطنی کے جذبے سے بھری بھری باتوں سے بڑے متاثر ہوئے۔ انھوں نے اس کی اور چینی قوم کے آپس کے اتحاد کی بڑی تعریف کی اور کہا:

''بڑے میاں! ہم جب تک اس زمین پر رہیں گے اس کو ایسے ہی پیار کرتے رہیں گے جیسے کہ ہم اپنے وطن سے پیار کرتے ہیں۔''

''مجھے تم سے یہی امید تھی بیٹا! اچھا اب تم کھانا کھا کر آرام کرو۔ تم لوگ ایک لمبے سفر کے تھکے ہوئے ہو۔ صبح کس وقت سفر پر روانہ ہو گے؟''

ناگ نے کہا:

''ہم سورج نکلنے پر یہاں سے چلیں گے۔ دراصل ہم کو بڑی مدت کے بعد ایک آرام دینے والا کمرہ ملا ہے۔ اس لیے ہم جی بھر کر اپنی تھکان اتارنا چاہتے ہیں۔''

بوڑھا مسکرا کر بولا:

''بیٹا! اس سرائے کو تم اپنا گھر ہی سمجھو اور چاہے جتنی دیر یہاں رہو۔ مجھے خوشی ہوگی۔ میں صبح صبح تمہارے گھوڑوں کو دانہ دنکا کھلا کر، ان کی مالش کروا کر انہیں تازہ دم کر رکھوں گا۔ تم جس وقت چاہو سفر پر روانہ ہو سکتے ہو۔''

بوڑھا شب بخیر کہہ کر چلا گیا۔ رات بھر ناگ اور عنبر آپس میں چینی قوم کی تعریف کرتے رہے۔ تھانگ بڑی خوش ہو رہی تھی کہ اس کی قوم کو اس کے بھائیوں نے بہت پسند کیا ہے۔ رات بھیگنے لگی تھی کہ

انھیں اپنے کمرے کے باہر کچھ آہٹ محسوس ہوئی۔ ناگ نے عنبر اور عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ اس وقت تھانگ گہری نیند سو رہی تھی۔ آہٹ ایک بار پھر ہوئی۔ وہ ہمہ تن گوش ہو کر غور سے سننے لگے کہ یہ آواز کیسی تھی۔

اب انھیں کسی شخص کے سرائے کے ساتھ ساتھ چلنے کی آواز سنائی دی پھر ایک پتھر زمین پر گرا پھر خاموشی چھا گئی۔ عنبر نے ناگ کو اشارہ کیا ناگ آہستہ سے اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے کی پچھلی کھڑکی کے پرانے پٹ سے لگ کر کھڑا ہو گیا اور باہر جھانکنے لگا۔ اس نے جونہی باہر جھانک کر دیکھا۔ ایک تیر سن کرتا ہوا آیا اور کھڑکی کے پٹ میں آ کر کھب گیا۔ اگر ناگ اپنی گردن پیچھے نہ کر لیتا تو تیر اس کی آنکھ میں پیوست ہو جاتا اور وہ وہیں گر کر ٹھنڈا ہو جاتا اور عنبر کو ایک بار پھر ناگ کو زندہ کرنے کی مصیبت پڑ جاتی۔

کھڑکی میں تیر لگنے کی آواز سے عنبر جلدی سے اٹھا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ گاؤں کی پتھریلی گلی چاندنی رات میں دور تک سنسان پڑی تھی۔ اسے گلی کے موڑ پر کسی کے بھاگنے کی آواز آئی۔ عنبر بھاگ کر اسی طرف گیا۔ موڑ پر جا کر اس نے سرخ بالوں والے ایک آدمی کو جس نے قبائلی جنگلیوں جیسا لباس پہن رکھا تھا۔ ایک مکان میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس شخص نے عنبر کو نہیں دیکھا تھا۔ عنبر واپس ناگ کے پاس آ گیا۔ اس نے اسے سارا ماجرہ سنایا اور کہا کہ دشمن مکان میں گیا ہے۔ میں ابھی جا کر اس کا پتا کرنا چاہتا ہوں۔

ناگ نے کہا:

''عنبر بھائی! تم یہاں ٹھہرو۔ میں جا کر معلوم کرتا ہوں کہ وہ سرخ بالوں والا قبائلی منگول کون تھا؟ اگر تم گئے تو لوگ تمہیں دیکھ لیں گے۔ میں اپنی جون بدل کر وہاں جاؤں گا۔''

عنبر نے کہا:

''اگر تم سانپ بن کر گئے تو جان کا خطرہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم کسی دوسرے جانور کی جون میں جاؤ۔''

ناگ کہنے لگا:

''فکر نہ کرو۔ ایسا ہی کروں گا۔ تم یہاں سے مت جانا۔ میں ابھی سب کچھ معلوم کر کے آتا ہوں۔''

ناگ چپکے سے کمرے کے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔ باہر ہلکی ہلکی چاندنی میں گاؤں کی پتھریلی سڑک خاموش تھی۔ کہیں کہیں پتھر چمک دے رہے تھے۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا اس مکان کے پچھواڑے پہنچ گیا۔ جہاں ناگ پر تیر سے تا تلانہ حملہ کرنے والا سرخ بالوں کا منگول چھپا تھا۔ اس مکان کی دیوار میں کوئی بھی کھڑکی نہیں تھی۔ گلی کے فرش سے لے کر چھت تک ایک ہی دیوار چلی گئی

تھی۔ سامنے کے رخ جو دروازہ تھا وہ بند تھا۔

صرف اوپر ایک چوکور سوراخ سا تھا۔ جس میں سے موم بتی کی ہلکی ہلکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اندر جانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ وہ کوئی ایسی جون بدلے جو اس سوراخ میں سے آسانی سے اندر داخل ہو جائے اور اندر والوں کو معلوم بھی نہ ہو کوئی کمرے کے اندر موجود ہے۔ اس نے مکڑا بن کر اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔
چنانچہ ایک طرف ہٹ کر وہ زمین پر ٹانگیں اور بانہیں سینے کے ساتھ لگا کے لیٹ گیا اور زور سے سانس لی اور آنکھیں بند کر لیں۔ دوسرے لمحے ناگ کی جگہ زمین پر ایک مکڑا رینگ رہا تھا۔

سرخ بالوں والا قاتل

مکڑے نے دیوار پر چڑھنا شروع کر دیا۔
وہ اس چورس سوراخ میں سے کمرے کے اندر جانا چاہتا تھا جو اوپر چھت کے قریب دیوار پر بنا ہوا تھا اور جہاں سے موم بتی کی ہلکی ہلکی روشنی باہر آ رہی تھی۔ رینگتے رینگتے مکڑا سوراخ کے کنارے پر پہنچ گیا۔ پھر وہ سوراخ میں سے گزر کر دوسری جانب کمرے کی دیوار کے اندر آ گیا۔ اندر آ کر اس نے دیکھا کہ طاق میں کڑوے تیل کا دیا جل رہا ہے۔ دو آدمی جو شکل و صورت سے آدم خور لگتے تھے، زمین پر بیٹھے

ہیں۔ ان کے درمیان ایک نوجوان چینی کو منہ میں کپڑا ٹھونس کر باندھ رکھا ہے۔ بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک کے بال سرخ ہیں۔ اسی شخص نے بوڑھے چینی کی کھڑکی پر تیر مارا تھا۔ دوسرا آدمی کہہ رہا تھا۔

''تمھارا تیر خطا نہیں جاتا۔ وہ ضرور مر گیا ہوگا۔''

سرخ بالوں والا کہنے لگا:

''میں نے تاک کر تیر چلایا تھا۔ مجھے یقین ہے بوڑھا چینی مر گیا ہوگا۔ وہ بڑا محبّ وطن بنا پھرتا ہے۔ ہم ہن قوم کے خونخوار لوگ ہیں۔ ہم تمام محبّ وطن چینیوں کو مار کر دم لیں گے۔ ایک روز سارے چین پر ہماری بادشاہت ہوگی۔''

دوسرا آدمی بولا:

''اب اس چینی کا بھی خاتمہ کردو۔ اس کو تم نے کس لیے زندہ رکھ چھوڑا ہے۔ یہ بھی تو بڑا زبردست محبّ وطن چینی ہے۔''

سرخ بالوں والے نے تلوار میان سے کھینچ کر کہا:

''ابھی اس کا خاتمہ کیے دیتا ہوں۔ تم اس کی ٹانگوں کو پکڑے رکھو تا کہ یہ زیادہ ٹانگیں نہ چلائے اور میں اس کی گردن پر تلوار چلاتا ہوں۔ اس کو قتل کرنے کے بعد میں بارہ چینی محبّ وطن لوگوں کو قتل کر چکا ہوں گا۔ دیوتاؤں نے مجھ پر کرم کیا۔ یہ میں بارہواں چینی قتل کر رہا ہوں۔''

دیوار کے ساتھ لگے عکڑے ناگ نے یہ ساری بات سنی تو دنگ رہ گیا۔ یعنی یہ سرخ بالوں والا اور اس کا ساتھی ہن قوم کے لٹیرے اور قاتل ہیں اور یہاں چینی وطن پرستوں کو چھپ چھپ کے قتل کر رہے ہیں۔ ابھی اس نے اس کی کھڑکی پر اپنی طرف سے بوڑھے چینی پر تیر چلایا تھا۔

عکڑ نے نے وقت ضائع نہ کیا اور بڑی تیزی سے نیچے اتر آیا۔

اس نے ایک کونے میں جا کر سانس لیا اور ایک دم سیاہ کالے سانپ کے روپ میں بدل گیا۔ سرخ بالوں والا منگول وحشی اپنی تلوار چینی نوجوان کی گردن کے پس لے جا رہا تھا اور اس کا ساتھی چینی نوجوان کی ٹانگوں کو قابو میں کیے ہوئے تھا۔ اس نے کہا:

"کیا سوچ رہے ہو۔ فوراً اس کے گلے پر تلوار چلاؤ اور اس کا کام تمام کرو۔"

اس وقت تک ناگ کالے سانپ کے روپ میں سرخ بالوں والے منگول کے عقب میں پہنچ چکا تھا۔ وہ تلوار چلانے ہی والا تھا کہ اس کے ساتھی نے چیخ کر کہا:

"سانپ!"

سرخ بالوں والے نے ایک دم مڑ کر پیچھے دیکھا۔ مگر اتنے عرصے میں سانپ اپنا کام کر چکا تھا۔ اس نے لپک کر سرخ بالوں والے کی

گردن پر ڈس لیا تھا۔ وحشی منگول نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا۔ لیکن سانپ ایک مٹکے کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ دوسرا ساتھی دہشت زدہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ سرخ بالوں والے منگول کے منہ سے جھاگ جاری ہو گئی اور اس کا جسم تھر تھر کانپتے نیلا پڑ گیا اور آنکھیں ابل کر باہر آ گئیں۔ وہ دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ وہ گرتے ہی مر گیا۔ اس کے ساتھی نے جب یہ حالت دیکھی تو باہر بھاگ گیا۔

سانپ مٹکے سے نکل کر دروازے کے پاس گیا۔ وہ باہر گلی میں نکل آیا۔ اس نے زور سے پھنکار مار کر اپنی جون بدلی۔ وہ پھر انسان کے روپ میں آ کر ناگ بن گیا۔ واپس کوٹھڑی میں آ کر اس نے چینی نوجوان کی مشکیں کھولیں۔ اس کے منہ میں ٹھونسا ہوا کپڑا نکالا اور اس نے پوچھا:

"یہ سب کیا ہے؟"

ناگ نے یوں بہانہ کیا جیسے اسے کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ اس نے ظاہر کا کہ وہ گلی میں سے گزر رہا تھا کہ جھونپڑے کا دروازہ چوپٹ کھلا دیکھ کر اندر آ گیا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ چینی نوجوان نے ناگ کو بتایا کہ یہ لاش چین کے دشمن ایک بن گوریلے کی ہے جو یہاں وطن پرست عوام کو ہلاک کرنے پر لگا ہوا تھا۔

”مجھے یہ ہلاک کرنے لگا تھا کہ کونے سے ایک سانپ نکل آیا۔ جس نے اسے ڈس دیا۔ اس کا ساتھی بھاگ گیا ہے۔ اگر عین وقت پر سانپ نہ آ جاتا تو یہ شخص مجھے قتل کر چکا تھا اور اس کی لاش کی جگہ یہاں میری لاش پڑی ہوتی۔“

ناگ نے بڑا تعجب کیا اور چینی نوجوان سے کہا:

”بھائی! اب تم آزاد ہو۔ تم جا سکتے ہو۔ ان وطن دشمن لوگوں سے خبردار رہنا۔ آئندہ ان کے پھندے میں نہ آنا۔“

چینی نوجوان نے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور چلا گیا۔

ناگ بھی وہاں سے واپس سرائے کی کوٹھڑی میں آ گیا۔ اس نے عنبر کو سارا ماجرا سنایا۔ عنبر نے ناگ کو مبارک باد دی کہ اس نے ایک وطن پرست چینی کی جان بچائی اور اس کے دشمن کو ہلاک کر دیا۔ اس نے کہا:

”اس کا مطلب صاف طور پر یہ ہے کہ یہاں چینیوں کے سب سے بڑے دشمن بن قوم کے لوگ ہیں جنھوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر رکھی ہیں۔“

ناگ بولا:

”چینی بابا نے تو بتایا ہے کہ چین کی نیک دل ملکہ کے بیٹے کو بھی قتل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔“

عنبر کہنے لگا:

"فکر نہ کرو۔ میرے خدا نے چاہا تو ان وطن دشمن لوگوں کی ساری سرگرمیاں ناکام بنا دیں گ۔ اچھا میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آرام کرنا چاہیے۔ صبح پھر سفر پر روانہ ہونا ہے۔"

اس کے بعد عنبر او رناگ بستروں میں گھس کر سو گئے۔ صبح کے وقت تھانگ نے انھیں آ کر جگایا۔ رات وہ دیر تک جاگتے رہے تھے۔ اس لیے خوب گہری نیند سو رہے تھے۔ تھانگ منہ اندھیرے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ سرائے کے مالک بوڑھے چینی نے ناشتہ لا کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ چینی بوڑھے کو انھوں نے سونے کے سکے دیے۔ اس سے ہاتھ ملایا۔ راستے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں اور آگے چل پڑے۔

ایک دن اور ایک رات کے سفر کے بعد وہ اس مقام پر پہنچ گئے

جہاں سے شنگھائی کی سمت جانے والی سڑک کیتھے کی شاہراہ سے الگ ہوتی تھی وہ تھانگ کو لے کر شنگھائی کی طرف روانہ ہو گئے۔

اب ماریا اور مورتی چور کی بھی خبر لی جائے کہ وہ کس حال میں ہیں اور کہاں پر ہیں۔ مورتی چور بھی ماریا کو لے کر اسے سرائے میں آ گیا جہاں دو رات پہلے عنبر اور ناگ ٹھہرے تھے۔ چینی بوڑھے نے اس کو بھی سرائے میں کمرہ دے دیا۔ رات کو ماریا کو ہوش آ گیا۔ مورتی چور نے اب اسے اور بے ہوش کرنا مناسب نہ خیال کیا۔ اس نے سوچا کہ ایک رات ماریا کو ہوش میں رہنا چاہیے اور وہاں سے روانہ ہوتے وقت وہ دوبارہ بے ہوش کر دے گا۔ ہوش میں آتے ہی ماریا نے اپنے اردگرد دیکھا تو حیران ہوئی کہ وہ کہاں سوئی تھی اور کہاں اٹھی ہے؟

اس نے مورتی چور کو دیکھ کر پہچان لیا۔ پھر جب اس نے اپنی کمر کے گرد بندھی ہوئی رسی کا دوسرا سرا مورتی کی کمر کے گرد بندھا ہوا

دیکھا تو سارا معاملہ سمجھ گئی کہ اس نے اسے اغوا کر لیا ہے۔ ماریا کے ہاتھ بھی اس کی کمر کے گرد بندھے ہوئے تھے۔ مورتی نے اسے ہوش میں آتا دیکھ کر کہا:

"ماریا! میں نے تمھیں بے ہوش کر کے اغوا کر لیا ہے اور صرف اس لیے کہ تم کو معلوم ہے کہ میں جادوگرنی کے حکم پر چین کے شاہی خزانے کے ہیرے چوری کرنے جا رہا ہوں۔ میں تمھارے ساتھیوں کی پروا نہیں کرتا۔ مگر تم سے مجھے شدید خطرہ تھا کیوں کہ تم غائب رہتی ہو اس لیے میں نے تمھیں اغوا کر کے اپنے ساتھ باندھ کر رکھ لیا ہے، جب تک میں ہیرے چرا نہیں لیتا اور چین کی سرحد سے نکل نہیں جاتا تم اسی طرح میرے ساتھ رہو گی اور اگر تم نے میری قید سے بھاگنے کی کوشش کی تو میں اسی وقت تمھیں جان سے مار ڈالوں گا اور کسی کو جان سے مارنا میرے لیے کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے۔"

ماریا نے سوچا کہ اس شخص کے ساتھ چاپلوسی سے کام لینا چاہیے۔ اب جب کہ وہ اس کی قید میں ہے تو اسے مقابلے کی دعوت دینا بے کار ہے۔ چنانچہ ماریا نے کہا:

"بھائی! تم نے تو خوانخواہ مجھے قید میں ڈال دیا ہے۔ میں نے تو کبھی بھی اپنے بھائیوں کے کام میں دخل نہیں دیا۔ میری طرف سے تم چاہے بادشاہ کو اغوا کر لو۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔"

مورتی چور مسکرا کر بولا:

"بہت زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو ماریا۔ میں تمھیں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ تم خوشامد کر کے مجھے اپنے جال میں نہیں الجھا سکتیں۔ یہ میرا اٹل فیصلہ ہے کہ جب تک میں ہیرے چرا کر چین کی سرحد سے باہر نہیں نکل جاتا تم میرے ساتھ اسی طرح قید میں رہو گی۔"

ماریا خاموش ہوگئی۔ اس نے سوچا کہ اس وقت مورتی پر اپنی باتوں سے اثر ڈالنا فضول ہوگا۔ ماریا چپ چاپ بستر پر لیٹ گئی۔ دوسرے بستر پر اپنی کمر کے ساتھ رسی باندھے مورتی لیٹ گیا۔ وہ سو نہیں رہا تھا۔ بلکہ بڑے غور سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں ماریا لیٹی ہوئی تھی۔ مگر دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

قید سے فرار

آدھی رات کے بعد ماریا کو نیند آ گئی۔

مگر مورتی چور برابر جاگ رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ ماریا خوب گہری نیند ہوگئی ہے۔ تو اس نے اس کی رسی چارپائی کے ساتھ کس کر باندھی اور خود بھی سو گیا۔ صبح اس کی آنکھ کھلی تو اس نے ماریا کو آواز دی۔ ماریا نے جواب دیا اور بولی:

”تم مجھے بے کار اپنے ساتھ لیے پھر رہے ہو۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ تمھارے کسی کام میں کوئی دخل نہیں

دوں گی۔ کسی سے ذکر تک نہیں کروں گی کہ تم نے مجھے بے ہوش کر کے اغوا کیا تھا۔"

مورتی نے مسکرا کر کہا:

"میں کچی گولیاں نہیں کھیلا ماریا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ میری قید سے آزاد ہو کر تم یہاں سے سیدھا اپنے بھائی عنبر کے پاس جاؤ گی اور اس میرے بارے میں ایک ایک لفظ بتا دو گی۔"

ماریا نے کہا:

"لیکن عنبر کو تو تمھارے بارے میں سب کچھ پہلے ہی سے معلوم ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ انھیں میرے منصوبے کے بارے میں ساری باتیں معلوم ہیں۔ مگر انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ میں اس وقت کس جگہ اور کس مقام پر سفر کر رہا ہوں۔ تم میری قید سے آزاد ہو کر اسے یہ سب

کچھ بتا دو گی اور پھر وہ لوگ مجھے پکڑ لیں گے۔"

ماریا نے بے ساختگی سے کہا:

"مورتی چور! پکڑ تو وہ تمھیں ایک نہ ایک دن ضرور لیں گے۔ اس بات کے بارے میں تم اپنے دل میں یقین کر رکھو۔ ہاں اگر تم مجھے آزاد کر دو تو میں اس وقت تمھاری جان بخشی کی ضرور سفارش کروں گی۔"

مورتی قہقہہ لگا کر ہنس پڑا:

"ماریا! تمھارا یہ وار بھی ناکام ہو گیا ہے۔ میں نے ایک زمانہ دیکھا ہوا ہے۔ میں نے زمانے کے بڑے بڑے گرم سرد دیکھے ہوئے ہیں۔ تم میرے سامنے ایک معمولی بچی ہو۔ اگر تم میں میرے مقابلے میں کوئی برائی ہے تو یہی ہے کہ تم جادو کے زور سے غائب ہو چکی ہو اور میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

ماریا بولی:

''کیا جادوگرنی تمھیں ایسی کوئی دوا نہیں دے سکتی جسے چہرے پر مل کر تم لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو سکو؟''

''اس کے پاس ایسی دوائی نہیں ہے اور پھر مجھے ایسی دوا کی ضرورت بھی نہیں۔ اس لیے کہ ہم لوگ جتنا لوگوں کے سامنے آئیں گے اور ان میں گھومیں پھریں گے ہم پر اتنا ہی شک کم کیا جائے گا۔''

اتنے میں چینی نوکر نے دروازے پر دستک دی۔ مورتی نے فوراً اٹھ کر ماریا کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا۔ نوکر فرش پر ناشتہ رکھنے لگا۔ پھر کنکھیوں سے خالی چارپائی کی طرف دیکھ کر بولا:

''جنابِ عالی! یہ رسی آپ نے اپنی کمر کے گرد کیوں باندھ رکھی ہے؟''

''بکواس بند کرو۔ جس چیز سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تم اس کے

بارے میں کیوں پوچھ گچھ کر رہے ہو۔ خاموشی سے ناشتہ لگا کر باہر نکل جاؤ۔''

چینی نوکر چپکے سے باہر نکل گیا۔ ناشتے کے بعد مورتی نے ماریا کو دوائی سنگھا کر پھر سے بے ہوش کر دیا۔ اس نے اسے کاندھے پر ڈالا اور گھوڑے کے آگے کی طرف جا کر ڈال دیا۔ چینی بوڑھے کو سونے کے سکے دے کر چین کے شہر کیتھے کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کو شنگھائی جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ چنانچہ وہ سیدھا کیتھے کی جانب سفر کر رہا تھا۔ راستے میں وہ ایک ایسی وادی سے گزرے جہاں قدم قدم پر پھولوں بھری جھاڑیاں نیلی دھوپ اور تروتازہ ہوا میں جھوم رہی تھیں۔ اس نے سارا دن سفر جاری رکھا۔ شام کو وہ ایک ندی کنارے پہنچ کر ٹھہر گیا۔ کچھ دیر آرام کیا۔ ماریا کو بھی کھانا کھلایا اور دوبارہ رات کو سفر شروع کر دیا۔ وہ جلدی سے جلدی کیتھے پہنچنا چاہتا

تھا۔ چنانچہ اگلے روز تیسرے پہر وہ اس سڑک پر پہنچ گیا جو بڑی
شاہراہ سے نکل کر شنگھائی کی طرف جاتی تھی اور جس پر عنبر اور ناگ
سفر کر رہے تھے۔ وہ لوگ شنگھائی کی طرف جا رہے تھے اور مورتی چور
ماریا کو لے کر کیتھے کی جانب روانہ ہو گیا۔

رات بھر وہ سفر کرتا رہا۔ دوسرے روز دوپہر کے وقت مورتی کو دور
سے چین کے دارالحکومت کیتھے کی فصیل کی لکیر دکھائی دی۔ وہ اپنی
منزل کو سامنے دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ فصیل کے دروازے پر اسے
چینی سپاہیوں نے روک دیا۔ اس نے دیوار چین سے حاصل کی ہوئی
لکڑی کی مہر ان کو دکھائی اور بڑے آرام سے دروازے میں سے گزر
کر کیتھے میں داخل ہو گیا۔ وہ تیسری بار اس خوب صورت اور گنجان
آباد شہر میں آ رہا تھا۔ اسے اپنے دوست کے گھر کا پتہ معلوم تھا۔
چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

شہر میں بڑی رونق تھی۔ لوگ سودا خرید بھی رہے تھے۔ اور ایک
دوسرے کے خلاف لڑ جھگڑ بھی رہے تھے۔ گھروں میں سے عورتوں
اور بچوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ مختلف گلیوں اور محلوں میں
سے گزر کر مورتی چور اپنے دوست کے گھر پہنچ گیا۔ اس کے دوست کا
نام کھمباٹا تھا اور اس کا تعلق بھی تبت کے ان لوگوں سے تھا۔ جن کے
آباؤ اجداد جن قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ چین میں ایک سوداگر کا
بھیس بنا کر زندگی بسر کر رہا تھا۔ مگر اصل میں وہ چینی وطن پرستوں کے
خلاف سازش کر کے انھیں ایک ایک کر کے قتل کر رہا تھا۔ جادوگرنی
سے بھی اس کا تعلق تھا۔ اور اسے ہیروں کی چوری کے سارے
منصوبے کا علم تھا۔ جادوگرنی نے اس سے بھی وعدہ کیا تھا کہ اگر اس
نے ہیروں کی چوری میں مورتی چور کی مدد کی تو وہ اسے بھی ہیرت
جواہرت کی ایک تھیلی انعام کے طور پر پیش کرے گی۔ یہی وجہ تھی کہ

کھمباٹا بڑی بے چینی سے مورتی کی راہ دیکھ رہا تھا۔

مورتی نے حویلی میں داخل ہوتے ہی ماریا کے بارے میں اسے ایک ایک بات بتادی۔ کھمباٹا تو بڑا حیران ہوا کہ ایک عورت غائب رہ کر اس کے ساتھ ساتھ سفر کر رہی ہے۔ اس نے مورتی سے کہا:

"تمھارا کمال تو یہ ہے کہ تم ایک ایسی عورت کو قید کر کے سفر کر رہے ہو جو نظر نہیں آتی اور جو کسی وقت بھی تم پر حملہ کر سکتی ہے۔"

مورتی نے کہا:

"اس کا پورا پورا بندوبست میں نے کر رکھا تھا۔ میں نے زیادہ سے زیادہ راستے میں ماریا کو بے ہوش رکھا۔ جب اسے ہوش آتا تو میں اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیتا۔ بہر حال اب یہ عورت تمھارے حوالے کرتا ہوں۔ تم اسے اپنے تہہ خانے میں ڈال دو اور جب تک میں شاہی ہیرے چرا کر یہاں سے فرار نہیں ہو جاتا اسے اسی تہہ

خانے میں قید رکھو۔"

بہت بہتر ایسا ہی ہوگا، مورتی بھائی!

ان کی ساری باتیں ماریا سن رہی تھی۔ اسے دیوار کے ساتھ لگا کر ایک تخت پوش پر بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کے منہ سے کپڑا نکال دیا گیا تھا اور صرف کمر کے ساتھ رسی بندھی تھی جس کا ایک سرا کھمبے کے ساتھ کس کر باندھ دیا گیا تھا۔ مورتی نے پوچھا:

"یہ بتاؤ کہ شاہی محل کے خزانے اور قلعے کی دیوار کا نقشہ تمھارے پاس موجود ہے کیا؟"

کھمباٹا نے آنکھ کے اشارے سے اسے خبردار کیا کہ ماریا پاس بیٹھی سن رہی ہے۔

مورتی نے بلند آواز سے کہا:

"کھمباٹا! فوراً ماریا کو لے جا کر قید میں ڈال دو۔"

"بہت بہتر۔"

کھمباتا نے اٹھ کر ماریا کورس سے پکڑا اور اسے تقریباً گھسیٹتے
ہوئے وہ نیچے تہہ خانے میں لے گیا اور وہاں جا کر اس نے اسے
کوٹھڑی میں دونوں ہاتھ باندھ کر ڈال دیا اور دروازے پر تالہ ڈال کر
اوپر آ گیا۔ اوپر آ کر اس نے مورتی کو وہ نقشہ دکھایا جو ایک ریشمی
کپڑے پر بنا ہوا تھا۔ اور جس میں پوری پوری وہ جگہ اور اس کے
برآمدے اور کمرے دکھائے گئے تھے جہاں بیچ میں زمین کے نیچے
ایک الماری مین چین کے شاہی ہیرے ایک چاندی کے مرتبان میں
بند تھے۔ ان ہی ہیروں میں زرتاب نام کا وہ شاہی ہیرا بھی شامل
تھا۔ جس کی جادوگرنی کو اشد ضرورت تھی۔

کھمبا نے کہا:

"اگر تم کہو تو میں بھی تمھارے ساتھ جا سکتا ہوں اور تھوڑی بہت

مدد کر سکتا ہوں۔"

اس پر مورتی نے کہا:

"تمھاری ضرورت نہیں۔ میں یہ کام اکیلے ہی کروں گا۔ تم اگر
میرے ساتھ گئے تو ہو سکتا ہے ہم پکڑے جائیں۔ اس لیے تم اسی جگہ
میرا انتظار کرو۔ میں واپس یہیں آؤں گا۔"

شہر سے تھوڑی دور ایک جھیل کے کنارے شاہی محل کھڑا تھا۔ اس
محل میں چین کا بادشاہ فومانچو حکومت کرتا تھا۔ اس کی ملک اور شہزادہ
بھی وہیں رہتے تھے۔ مورتی کھمباتا سے آدھی رات تک مشورہ کرتا رہا
کہ وہ کس بھیس میں شاہی محل میں جائے۔ کھمباتا کی رائے تھی کہ محل
میں نقب لگا کر ہیرے چرانے چاہیں۔ مورتی کا خیال تھا کہ اسے
بھیس بدل کر شاہی محل میں داخل ہو جانا چاہیے اور پھر اندر ہی اندر
سے خزانے والے کمرے تک پہنچ کر ہیرے اڑا لینے چاہیں۔ آخر

اسے کھمپاٹا کی بات تسلیم کرنی پڑی۔ کیوں کہ بھیس بدل کر جانے میں
اگر چہ خطرہ کم تھا مگر بات لمبی ہو جاتی تھی۔ فیصلہ ہوا کہ شاہی محل کی
عقبی دیوار میں شگاف ڈال کر محل میں داخل ہوا جائے اور نقشے کے
مطابق خزانے والے مقام تک پہنچ کر ہیروں کا مرتبان چرا لیا جائے۔
مورتی چور رات کے اندھیرے کا انتظار کرنے لگا۔ نیچے تہہ
خانے میں ماریا رسیوں میں جکڑی ہوئی بے بس و مجبور بیٹھی سوچ رہی
تھی کہ وہ وہاں سے کیوں کر رہائی حاصل کرے فرار ہو گئی اور مورتی
چور محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ وہ
گھوڑے پر سوار ہو کر جھیل کی پچھلی جانب کے جنگل سے محل کی عقبی
دیوار تک پہنچ گیا۔ گھوڑا اس نے جنگل ہی میں ایک جگہ چھپا کر
باندھا اور خود چھپتا چھپاتا محل کی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔ نقب لگانے
کے لیے اس نے کدال اپنے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ مورتی نے

دیوار میں شگاف ڈالنا شروع کر دیا۔ یہاں سے محل کی دیوار ٹوٹی ہوئی
تھی۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد دیوار میں شگاف ڈالنا شروع کر دیا۔
یہاں سے محل کی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد دیوار
میں اتنا سوراخ ہو گیا کہ وہ اس میں سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ جگہ محل کا
ایک باغ تھی۔ جہاں بارہ دری سے آگے اس کمرے کی دیوار تھی
جہاں چاندی کے مرتبان میں شاہی ہیرے جواہرات پڑے تھے۔
مورتی دبے پاؤں چھپ چھپ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ خزانے کی
دیوار کے پاس ہی پہنچا تھا کہ ایک طرف سے دو گھوڑ سوار گشت کرتے
ہوئے ادھر آئے اور دائیں بائیں دیکھنے بھالنے لگے۔ مورتی ایک
طرف چھپ گیا۔ سپاہی عین اس کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور
آپس میں باتیں کرنے لگے کہ سردی بہت ہو جاتی ہے، میری بیوی
پھر بیمار پڑ گئی، بادشاہ فوما نچو بڑا نیک بادشاہ ہے، خیرات بہت کرتا

ہے۔ مگر ظلم بھی بہت کرتا ہے، ولی عہد شہزادے کی زندگی خطرے میں ہے، وغیرہ وغیرہ۔ جتنی دیر وہ وہاں کھڑے رہے موتی ایک درخت کے پیچھے دم سادھے چپ چاپ کھڑا رہا۔ آخر وہ وہاں سے چلے گئے۔ موتی آگے بڑھنے لگا تو اس نے محسوس کیا کہ خزانے کی عمارت کے باہر رات کو بھی بڑا سخت پہرہ ہوتا ہے۔ سپاہی برابر گشت کر رہے تھے۔ موتی کافی دیر وہاں کھڑا موقع کا انتظار کرتا رہا مگر اس نے دیکھا کہ رات ڈھلنی شروع ہو گئی ہے۔ آسمان پر صبح کی روشنی پھیلنے لگی ہے۔

اب اس کا وہاں زیادہ دیر کھڑے رہنا خطرناک تھا۔ وہ صبح کی پہلی کرن کے ساتھ بڑی آسانی سے گرفتار کیا جا سکتا تھا اور پھر فوماچو ایسے ظالم بادشاہ سے رحم کی امید رکھنا ایک ناممکن بات تھی۔ موتی چور ناکام ہو کر واپس چل پڑا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اگلے روز آئے گا

اور اپنے ساتھ بے ہوش کرنے والی دوائی بھی لائے گا۔ جس جگہ اس نے دیوار میں شگاف ڈالا تھا۔ وہاں اس نے اِدھر اُدھر سے جھاڑیاں کاٹ کر ڈال دیں اور شگاف کر چھپا دیا۔

دوسری طرف ماریا آزاد ہونے کے لیے جدوجہد کر رہی تھی۔ اس نے اپنے ایک ہاتھ کی رسی کھول دی تھی تھوڑی سی کوشش کے بعد اس نے دوسرے ہاتھ کی رسی بھی کھول دی اور اب وہ آزاد تھی۔ اس نے وہ رسی بھی کھول لی جس سے وہ ستون کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ اب سب سے بڑا مرحلہ باہر کے دروازے کھلوا کر وہاں سے فرار ہونا تھا۔ ماریا نے کیا کیا کہ زمین پر زور سے لوہے کا جگ پٹخ دیا۔ یہ شور سن کر کھمباٹا اوپر سے نیچے آیا۔ اس نے دروازے کے پاس منہ لے جا کر کہا:

"کیا بات ہے؟ یہ اندر کیا ہو رہا ہے؟"

ماریا نے بڑی رحم طلب آواز بنا کر کہا:

دیوتاؤں کے لیے مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو پیاس کے مارے میرا دم نکلا جا رہا ہے۔"

کھمباٹا نے ایک پل کے لیے سوچا کہ ماریا کو پانی پلائے یا نہیں۔ پھر اسے خیال آیا کہ وہ تو رسی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ پانی کا کٹورا لے کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ جونہی اس نے دروازے کا ایک پٹ کھولا اور اندر داخل ہوا، ماریا پلک جھپکنے میں باہر نکل گئی۔ کھمباٹا نے اندر جا کر دیکھا کہ رسی کھمبے کے ساتھ گری پڑی تھی اس نے رسی اٹھائی تو وہ ساری کی ساری اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ وہ سر پٹ کر رہ گیا۔ ماریا فرار ہو چکی تھی۔ وہ بھاگا بھاگا تہ خانے سے نکل کر اوپر آیا۔ اس نے ماریا کو آوازیں دینی شروع کر دیں۔ مگر ماریا خاموش کھڑی رہی۔ کھمباٹا نے لپک کر مکان کا بڑا دروازہ بند کرنے

کی کوشش کی۔ اسی وقت ایک بھاری پتھر اس کے سر پر لگا اور وہ بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑا۔

ماریا خاموشی سے اس کے مکان سے باہر نکل آئی۔ وہ آزاد تھی اور غائب تھی۔ کلیتھے کے گلی کوچے رات کے اندھیرے میں خاموش اور سنسان تھے۔ کہیں کہیں کونوں میں لیمپ جل رہے تھے ماریا گلیوں میں سے گزرتی بڑے بازار میں آ گئی۔ اس کے لیے سب سے بڑا مرحلہ یہ تھا کہ وہ کس جگہ رات بسر کرے اور آئندہ کے بارے میں سوچے۔ آخر وہ ایک باغ میں آ گئی اور ایک درخت کے نیچے گھاس پر لیٹ گئی سوچتے سوچتے اسے نیند آ گئی اور وہ سو گئی۔

قتل کی سازش

مورتی واپس گھر آیا تو کھمباٹا پریشان بیٹھا تھا۔

جب اس نے بتایا کہ ماریا فرار ہوگئی ہے تو مورتی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ دھم سے تخت پوش پر بیٹھ گیا اور اس نے اپنا سر پکڑ لیا۔

"ارے! تم نے یہ کیا کر دیا۔"

"بھائی اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں تو دروازے پر تالہ

ڈالے آرام سے سو رہا تھا کہ ماریا نے پانی مانگا۔ بس پانی دینے اندر گیا تو وہ باہر بھاگ گئی اس نے تو پہلے ہی سے رسیاں کھول رکھی تھیں۔"

"اب کیا ہوگا۔ وہ تو مجھے جینے نہیں دے گی۔ وہ تو موت بن کر ہمارے سروں پر منڈلائے گی۔ کوئی پتہ نہیں وہ یہیں کہیں موجود ہو۔ ہماری ساری باتیں سن رہی ہو۔ ابھی تلوار کا وار کر کے ہمیں ہلاک کر دے۔"

کھمباٹا بھی ڈر گیا۔ مورتی نے اٹھ کر گھر کے سارے دروازے بند کر ڈالے اور ہاتھ پھیلا کر سارے کمروں میں پھرنے لگا۔ اس نے کھمباٹا کو بتایا کہ وہ کل رات ہیروں پر ہاتھ صاف کرنے جائے گا کیوں کہ محل کے اندر سخت پہرہ ہے۔

"خدا جانے اب ماریا مجھ سے پہلے وہاں پہنچ جائے اور جب میں

وہاں پہنچوں تو سپاہی مجھے گرفتار کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہوں۔“

کھمباتا نے کہا:

”اگر یہ بات ہے تو ہمیں ابھی جا کر ہیرے چُرا کر لے آنے چاہییں۔اتنی جلدی ماریا محل میں نہیں جا سکتی۔“

اب تو صبح ہونے والی ہے۔محل تک جاتے جاتے دن چڑھ آئے گا۔اس وقت واپس جا کر ہیروں کو چرانا مشکل ہے۔بہرحال میں آج رات کو بڑی احتیاط کے ساتھ ایک بار پھر کوشش کروں گا۔اب کے تمھیں بھی میرے ساتھ چلنا ہوگا۔“

”میں ضرور چلوں گا۔تم فکر نہ کرو۔ماریا اتنی جلدی بادشاہ کے دربار میں نہیں پہنچ سکتی۔بادشاہ فومانچو کے دربار تک رسائی حاصل کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔“

معرتی چور تخت پوش پر لیٹ گیا اور پریشان ہو کر رات کو ڈاکہ

ڈالنے کے بارے میں ترکیبوں پر غور کرنے لگا۔اب اسے جان کا خطرہ تھا۔اس نے فیصلہ کیا کہ وہ بڑی احتیاط سے وہاں جائے گا اور اگر ذرا سا بھی خطرہ ہوا تو فوراً وہاں سے بھاگ آئے گا اور ہیروں کی چوری کا خیال کچھ عرصہ کے لیے ملتوی کر دے گا۔

رات گزر گئی۔سورج نکل آیا۔کیتھے شہر میں چاروں طرف روشنی ہو گئی۔لوگ اپنے اپنے کام کو باہر نکل آئے۔بازاروں میں شور وغل مچ گیا۔ماریا درختوں کے نیچے ابھی تک سو رہی تھی۔اسے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آئیں تو اس کی آنکھ کھل گئی۔اس نے آنکھیں ملتے ہوئے دیکھا کہ دن کافی چڑھ آیا ہے۔وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔قریب ہی ایک چھوٹی سی ندی پر جا کر منہ ہاتھ دھویا۔اسے بھوک بہت لگ رہی تھی۔اس نے سوچا کہ بجائے کسی دکاندار کے ہاں کوئی کھانے کی چیز اڑانے کے واپس کھمباتا کے گھر پر ہی جا کر ناشتہ کیا جائے۔چنانچہ وہ

کھمباٹا کے گھر کی طرف چل پڑی۔

اس نے دیکھا کہ مورتی ابھی تک سو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی تھی۔ کھمباٹا باورچی خانے میں گھی کے گلگلے تل رہا تھا۔ وہ چپکے سے باورچی خانے میں اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی کھمباٹا کو بالکل احساس نہ ہوا کہ ماریا اس کے پاس کھڑی ہے۔ وہ گلگلے تل تل کر ٹوکری میں ڈالے جا رہا تھا۔ ماریا نے ہاتھ بڑھا کر کھانے شروع کر دیئے۔ اچانک کھمباٹا نے محسوس کیا کہ ٹوکری میں گلگلے کم ہو گئے ہیں۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ ایک دم اسے ماریا کا خیال آیا اور وہ ڈر گیا کہ ماریا وہاں موجود ہے اور ہو سکتا ہے وہ کوئی شے اس کے سر پر مار کر اسے مار ڈالے۔

کھمباٹا نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"میری بہن! مجھے معاف کر دینا۔ میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ میں

بے گناہ تھا۔ مجھے جو کچھ میرے دوست مورتی نے کہا۔ وہ میں نے کر دیا۔ تم بے شک سارے کے سارے گلگلے کھا لو۔ تم بے شک روز آ کر یہاں ناشتہ کیا کرو۔ میں تمھاری روزانہ خدمت کروں گا۔ مجھے تم اپنا غلام ہی خیال کرو۔"

ماریا گلگلے کھاتے ہوئے بڑا ہنسی۔ مگر زبان سے اس نے ایک لفظ تک نہ نکالا۔ وہ خاموش رہی۔ جب اس کا پیٹ بھر گیا تو چپکے سے باورچی خانے سے باہر نکل آئی۔ جاتے جاتے نشانی کے طور پر وہ ایک گلگلا اٹھا کر اسے زور سے کھمباٹا کے منہ پر مارتی گئی۔ کھمباٹا چیخ مار کر وہاں سے بھاگ گیا۔ مورتی کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے چیخ کی وجہ پوچھی تو کھمباٹا نے سارا قصہ سنا دیا۔ مورتی نے تلوار نکال کر کمرے میں چاروں طرف گھمانی شروع کر دی کہ اگر ماریا کہیں بھی کھڑی ہو گی تو تلوار لگنے سے اپنے آپ ہلاک ہو جائے گی۔ لیکن

ماریا اس وقت شہر کے بازاروں سے گزر رہی تھی۔

ماریا نے سوچا کہ کہیں سے گھوڑا حاصل کر کے واپس اس سڑک پر چلی جائے جہاں اسے امید تھی کہ عنبر اور ناگ سفر کرتے چین کے دارالحکومت کی طرف آ رہے ہوں گے۔ سوال یہ تھا کہ گھوڑا کہاں سے لیا جائے۔ ماریا نے دیکھا کہ شہر کے بازاروں میں بڑی رونق تھی۔ منڈی میں کاروبار بڑے زور شور سے ہو رہا تھا۔ چینیوں کے علاوہ وہاں جاپانی منگول، روسی اور سمرقندی لوگ بھی گھوم پھر رہے تھے۔ کاروان سرائے کے باہر قافلے اترے ہوئے تھے اور لوگ اپنی چیزیں آوازیں لگا کر فروخت کر رہے تھے۔

ماریا چپ چاپ بازاروں میں سے گزرتی چلی گئی۔ کسی کو احساس تک نہ ہوا تھا کہ ان کے درمیان ایک ایسی عورت گزر رہی ہے جو کسی کو نظر نہیں آ رہی، جو غائب ہے۔ ایک تنگ سے بازار میں سے

گزرتے ہوئے ماریا نے دیکھا کہ ایک حویلی کا بڑا دروازہ کھلا ہے اور اندر ڈیوڑھی میں چار پانچ سفید گھوڑے بندھے ہوئے ہیں۔ یہ گھوڑے بڑے ہی خوب صورت تھے۔ ایک نوکر ان کے آگے چارہ ڈال رہا تھا۔ ماریا کو وہ گھوڑے بے حد پیارے لگے۔ اس نے سوچا کیوں نہ ایک گھوڑا یہاں سے کھول کر اپنے ساتھ کر لیا جائے۔ اس خیال سے وہ مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہو گئی۔ اس کو احساس ہوا کہ گھوڑے چارہ کھا رہے ہیں۔ اس لیے بہتر ہو گا کہ گھوڑے جی بھر کر پیٹ بھر لیں تو پھر ان میں سے کسی کو اڑا لیا جائے۔ ماریا خاموشی سے ایک طرف ڈیوڑھی میں پتھر کے بنچ پر بیٹھ گئی اور منگول قسم کے غلام کو گھوڑوں کو چارہ کھلاتے اور مالش کرتے دیکھتی رہی۔

اچانک کسی نے اندر سے غلام کو آواز دی۔ وہ جلدی سے اندر کی طرف بھاگ گیا۔ آواز کسی ایسے شخص کی تھی جو بڑا سخت مزاج معلوم

ہوتا تھا۔ کیوں کہ آواز میں غرور اور اکھڑ اپن بہت پایا جاتا تھا۔
ڈیوڑھی میں گھوڑوں کی بدبو سے تنگ آ کر ماریا نے سوچا کیوں نہ ذرا
حویلی کی سیر کی جائے اور دیکھا جائے کہ یہ بد مزاج اکھڑ آدمی کون تھا
جس نے نوکر کو اس طرح بلایا ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ اپنے نوکر کو بلاتا
ہے۔ وہ ڈیوڑھی سے نکل کر اندر والے صحن میں آ گئی۔ یہاں بیچ میں
پانی کا فوارہ چل رہا تھا۔ چاروں طرف برآمدے میں سفید پھولوں
والی بیلیں لٹک رہی تھیں۔ ایک کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اندر سے
باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں ماریا یہاں رک گئی۔

کیوں کہ ایک آواز اسی اکھڑ اور سخت مزاج آدمی کی تھی اور نوکر
بھی اسی کمرے میں گیا تھا۔ وہ ستون کے پاس لگ کر کھڑی ہو گئی۔
دروازہ اندر سے بند کیا گیا تھا۔ اسے اندر سے کنڈی لگانے کی آواز
سنائی دی۔ ماریا کا ماتھا ٹھنکا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ آخر ان لوگوں کو کیا

پڑی ہے کہ دن کے وقت اپنے ہی گھر میں دروازوں کو اندر سے کنڈی
چڑھا کر باتیں کریں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہاں ضرور خفیہ
قسم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ماریا کا شوق بڑھ گیا۔ اس کی خواہش ہوئی
کہ ان لوگوں کی باتیں سنیں جائیں کہ وہ کیا کہہ سن رہے ہیں۔ اس
نے دروازے کے ساتھ کان لگا دیئے۔ اندر سے ہلکی ہلکی آواز آ رہی
تھی۔ وہی اکھڑ آواز والا مرد بول رہا تھا۔ یہ چینی زبان نہیں تھی۔ بلکہ
وہ منگول اور ہن قوم کی زبان میں باتیں کر رہا تھا۔ دوسرا آدمی بھی اسی
زبان میں بات کر رہا تھا۔ ماریا کو اتنی طاقت مل گئی تھی کہ ہر زبان کا
مطلب سمجھ لیتی تھی۔ اس نے ان لوگوں کی گفتگو سے اندازہ لگایا کہ وہ
کسی بڑے ہی خطرناک کام پر وہاں آئے ہیں اور بادشاہ کے بیٹے
یعنی ولی عہد شہزادے کو ہلاک کرنا یا اغوا کرنا چاہتے ہیں۔

ماریا کی دلچسپی بڑھ گئی۔ اب وہ اندر جانے کے لیے بے تاب

ہو گئی۔ مگر وہ اندر نہیں جا سکتی تھی کیوں کہ دروازہ اندر سے بند تھا۔
اتنے میں اسے وہی نوکر نظر آیا وہ ایک ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا تانبے
کا جگ لے کر چلا آ رہا تھا۔ دروازے کے پاس آ کر اس نے دروازہ
کھول دیا۔ نوکر کے ساتھ ماریا نے دیکھا کہ ایک طرف دیوار کے
ساتھ تخت بچھا تھا۔ اس پر قالین پڑا تھا۔ اور ایک وحشی قسم کا آدمی جس
نے منگولی لباس پہن رکھا تھا۔ کمر میں تلوار لگائے دیوار سے ٹیک
لگائے بیٹھا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک باز پکڑا ہوا ہے۔
دوسرا آدمی دروازہ بند کر کے واپس آ گیا تو نوکر نے تپائی پر پانی کا
جگ رکھ دیا اور واپس جانے لگا۔ دوسرے آدمی نے دوبارہ دروازہ بند
کر کے کنڈی لگا دی۔ اب ماریا بھی ان کے ساتھ ہی کمرے میں بند
ہو گئی تھی۔ منگول وحشی کو دوسرے آدمی نے چاندی کے کٹورے میں
پانی بھر کر پلایا۔ پانی پی کر منگول وحشی نے اکھڑ آواز میں کہا:

''اس روز یہاں نوکر بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کیوں کہ اگر ہم نے
شہزادے کو قتل کر دیا تو اسے اغوا کر کے لے آئے تو ہم نہیں چاہتے کہ
یہاں کسی کو کانوں کان ہمارے آنے کی اطلاع ہو۔''
دوسرے آدمی نے کہا:
''ارژنگ تم فکر نہ کرو۔ یہاں راز داری سے کام لیا جائے گا۔
میں کوئی بچہ نہیں ہوں۔ مجھے بھی اپنے قبائلی سردار کو جا کر منہ دکھانا ہے
اور پھر میں بھی اس چینی قوم کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔ میں تو بھیس بدل کر
یہاں گھوڑوں کی سوداگری کر رہا ہوں۔ مجھے یہاں کے چینیوں کے
سامنے ان کے بادشاہ اور ملک کی تعریف کرنی پڑتی ہے۔ حقیقت میں
تو میں بھی ہن قوم کا باشندہ ہوں اور چین پر اپنی قوم اور اپنے سردار کی
حکومت دیکھنا چاہتا ہوں۔''
ارژنگ بولا:

”شاباش! اور ہماری حکومت صرف اسی صورت میں یہاں قائم ہو سکتی ہے کہ ہم بادشاہ کے بیٹے شہزادہ ولی عہد کو ختم کر دیں اور پھر اپنی لوٹ مار کی کاروائیاں تیز کر کے چین میں خانہ جنگی کی فضا قائم کر دیں۔ پھر ہم حملہ کر دیں گے۔ ہن قوم ایک سیلاب کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے گی۔ اور اس ملک پر اپنا جھنڈا لہرا دیا جائے گا۔ مگر اس کے لیے ابھی ہمیں بڑی احتیاط اور بڑی رازداری سے کام لینا ہوگا۔“

سوداگر بولا:

”ایسا ہی ہوگا ارژنگ! اب تمھارے سامنے اس کمرے میں ہمارے سوائے اور کوئی نہیں ہے۔“

ماریا اس خیال پر بڑی ہنسی۔ انھیں خبر نہیں تھی کہ ان کے بالکل قریب ایک لڑکی کھڑی ان کی ساری خفیہ باتیں سن رہی ہے۔ ماریا بڑی حیران ہوئی کہ ایک اتفاق کے ساتھ وہ اس حویلی میں آ گئی اور

اسے ایک بڑے ہی پراسرار منصوبے کا علم ہو گیا۔ جو پراسرار بھی ہے اور انتہائی خونی بھی۔ ارژنگ نے کہا:

میں آج واپس جا رہا ہوں۔ چاند کی پہلی تاریخ کو واپس آؤں گا۔ میرے ساتھ دوسرے ساتھی بھی ہوں گے۔ اس روز ہم اپنے منصوبے پر عمل شروع کر دیں گے۔ شاہی محل میں ہماری ایک خاص عورت ورشا اس وقت ملکہ چین کی خاص کنیز کی حیثیت سے کام کر رہی ہے۔ وہ ولی عہد شہزادے کو دودھ بھی پلاتی ہے اس نے ہمارے لیے راستہ ہموار کر دیا ہے، اب ہمارا کام صرف یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے رات کو محل میں جا کر ورشا کو وہ خاص قسم کا زہر دیا جائے جو ولی عہد شہزادے کو پلا کر ہلاک کر ڈالے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو کسی طرح شہزادے کو وہاں سے اغوا کر کے یہاں لایا جائے اور یہاں اسے قتل کر کے زمین کے اندر دفن کر دیا جائے۔“

سوداگر کہنے لگا:

ورشا نے ہماری راہ آسان کر دی ہے۔ اب ہمارے لیے ولی عہد شہزادے تک رسائی حاصل کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔"

ماریا اب جلدی سے باہر نکلنا چاہتی تھی تا کہ دیوارِ چین سے دارالحکومت کیتھے کی طرف آنے والی سڑک پر واپس جا کر وہ عنبر اور ناگ کو تلاش کر کے سارے منصوبے اور ولی عہد شہزادے کے قتل کی سازش سے باخبر کر دے۔ وہ دروازے کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

وہ دروازہ کھول کر باہر جانے والی تھی کہ نوکر نے باہر سے دستک دی۔

شاید وہ کھانے کے لیے کچھ لایا تھا۔ ماریا چوکس ہو کر کھڑی ہو گئی۔

سوداگر نے دروازہ کھولا۔ نوکر اندر آیا اور ماریا باہر نکل گئی۔ باہر آ کر وہ ڈیوڑھی میں آئی۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ اس نے آرام سے ایک گھوڑا کھولا۔ اسے خاموشی سے لے کر حویلی کی ڈیوڑھی سے باہر آ کر

اس پر سوار ہو گئی۔ گھوڑے پر ماریا کا سوار ہونا تھا کہ گھوڑا غائب ہو گیا۔ بازار میں ایک چینی دکاندار نے ابھی ابھی سفید گھوڑے کو حویلی میں سے نکلتے دیکھا تھا۔ اچانک گھوڑا غائب ہوا تو وہ بوکھلا سا گیا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں ملیں اور سر ہلا دیا۔ جیسے اس کی نظروں کو دھوکا ہوا ہو۔

ماریا گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکل آئی اور اسے سرپٹ دوڑاتی کیتھے شہر سے دیوارِ چین کو جانے والی شاہراہ پر روانہ ہو گئی۔

☆ شاہی محل میں سونے کی مورتی کا اصل چون کون تھا۔

☆ جاسوسہ ورشا نے نوکرانی بن کر اس شاہی محل میں کیسے جاسوسی کی۔

☆ شہزادے کو قتل کرنے کے لیے زہریلی بانسری بجا کر کیسے سانپ کی مدد لی گئی۔

یہ سب کچھ جاننے کے لیے اسی ناول کی اگلی سیریز کے چوبیسویں 24 حصے زہریلی بانسری میں ملاحظہ کیجیے۔